قلب السیر میں صحاح ستہ کی احادیث کی تخریج

Validity of Hadiths from *Sihāh-e-Sitta* Written in *Qalb al-Sair*

Abdul Naeem
Department of Seerat Studies, University of Peshawar
Prof. Dr. Qibla Ayaz
Chairman Council of Islamic Ideology, Islamabad

Abstract

By faith almost Pashtoon are Muslim so it is by certain natural for them that they have an unconditional love for Islam. Their love for Islam is pure that cannot be paralleled by any other love. It is due to this reason that the Pashtoon have contributed a lot in Spreading the Holy Message of Quran, unfolding the wisdom and spiritualism contained in the saying, of the Holy Prophet (PBUH) and interpretation of the Islamic Jurisprudence. The most ancient and paobably the first ever book, that vividly describes the life style of the Holy Prophet (SAW) is Qalbus-Sair authored by Gohar Khan Khattak. Gohar Khan Khattak is the son of great Pashto Poet, Khushal Khan Khattak, himself was a great poet and literary artist. In order to make Pashtoon nation fully understand the message embodied in teachings and deeds of the Holy Prophet (SAW). Gohar Khan Khattak wrote this rare and authentic book of Seerat. The book is quite comprehensive in rational and religious perspective which gives an easy understanding of the Holy life of the Holy Prophet (SAW). This book contains verses from the Holy Quran worthy sayings (Hadiths) of the Holy Prophet story from the early bright period

of Islam and poetry which are studied in the book. These references aptly make the book one of the authentic and widely accepted on Seerat.

Keywords: Validity, Hadith, Sihāh-e-Sitta, Qalb al-Sair

پشتون قوم من حیث القوم مسلمان ہیں۔ لہذا ایک قدرتی امر ہے کہ اسلامی تعلیمات کے ساتھ ان کا لگاؤ ہے۔ قرآن، حدیث، سیرت، فقہ کے میدانوں میں انکی خدمات ہیں۔ سیرت النبی کے حوالے سے بھی پشتو زبان میں قدیم ترین کتاب "قلب السیر" مانی جاتی ہے۔ اس کے مصنف گوہر خان خٹک ہیں۔ جو ایک عظیم مفکر شاعر اور حریت پسند انسان تھے۔ آپ پشتو زبان کے مشہور شاعر خوشحال خان خٹک کے فرزند ارجمند تھے۔ انہوں نے پشتون قوم کو اطاعت رسول اور اتباع سنت کا صحیح مفہوم سمجھانے کی غرض سے پشتو میں سیرت النبیؐ کی پہلی کتاب "قلب السیر" لکھی۔ جو فکری اور دینی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس کتاب میں حضورؐ کی زندگی سے آگاہی کا سوچ بہت واضح ہے۔ یہ کتاب قرآنی آیات، مبارک احادیث، اسلامی واقعات، اشعار پر مشتمل سیرت کی ایک مدلل کتاب ہے۔ اس تحقیقی تحریر میں قلب السیر باب ۷ تا ۱۴ میں شامل اُن تمام احادیث کی تخریج کی جاتی ہے جو احادیث کے چھ مشہور کتابوں میں محفوظ ہیں۔ جو صحاح ستہ کہلاتے ہیں۔ قبل اس کے کہ ہم اصل موضوع کی طرف متوجہ ہو۔ ضروری ہے کہ تخریج کی لغوی اور اصطلاحی مطلب سمجھنے کیلئے مختصر وضاحت ہو جائے۔ "تخریج" عربی لفظ ہے۔ جو "خَرَجَ" سے مشتق ہے۔ جسکا مطلب ہے۔ (واضح ہونا، نکالنا) ماہرین لغت لکھتے ہیں۔ "خَرَجَ۔ نکالنا".[1] "خَرَجَ۔ واضح ہونا".[2] "تخریج (تخ۔ریج) (ع۔ا۔مت) خارج کرنا نکالنا".[3] ماہرین تخریج کی اصطلاحی تعریف یوں بیان کرتے ہیں۔ ڈاکٹر محمد اشرف کمال لکھتے ہیں۔ "تخریج سے مراد کسی کی اصلی عبارت میں موجود قرآنی آیات، احادیث، اقوال، تلمیحات، اشعار یا مصرع میں جو کسی اصل پیرگراف (متن) کی تشریح یا مضمون کی مناسبت کے حوالے سے اصل تحریر میں مندرج ہوتے ہیں وہ ادھورے ہو یا نامکمل ہو اور اُن کا حوالہ موجود نہ ہو تو ایسے تحریر کو حاشیئے اور حوالے دینے سے مکمل بن جانے کو "تخریج" کہتے ہیں".[4] ڈاکٹر محمد اشرف کمال شان الحق حقی کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "تخریج سے مراد نتیجے تک پہنچنا۔ اشعار اور احادیث کا اصل حوالہ تلاش کرنا ہوتا.[5] کسی متن میں قرآنی آیات، مبارک احادیث، تاریخی واقعات، ضرب المثل اور شعر کے اصل مصادر معلوم کرنا "تخریج" کہلاتا ہے۔ متنی تحقیق کیلئے بحث کرنے میں تخریج بنیادی اہمیت کا حامل ہے اس کی وساطت سے متن کو سمجھا جاتا ہے۔ اور ساتھ ساتھ اسکی وضاحت حاشیوں اور تعلیقات میں کی جاتی ہے۔ اسکی وجہ سے اصل عبارت کے سمجھنے تک رسائی ہو جاتی ہے۔ اور قاری کے سامنے درست معلومات سامنے آجاتے ہیں اس طرح قاری نہ صرف مصنف کے سند اور شہادت سے پوری طرح مستفید ہو جاتا ہے بلکہ مصنف کے مرکزی خیال کو سمجھنے میں قاری کو آسانی پیدا ہو جاتی ہے۔ "تخریج" کا اصل غرض وغایت اور یہی ہے۔ تخریج کی مختصر سی وضاحت کے بعد "قلب السیر" باب 7 تا 14 تک شامل ان احادیث کا جائزہ لیا جاتا ہے جو صحاح ستہ میں مذکور ہے۔ قلب السیر میں گوہر خان نے دو طریقوں سے احادیث لکھے ہیں۔

I- حدیث کا متن تحریر کیا ہے۔ جو پہلے عربی میں اور بعد میں پشتو ترجمہ بیان کیا ہے۔

2- دوسرا اکثر روایات جو کہ احادیث ہے پشتو میں لکھا ہے جو محمد بن اسحاق نے کسی صحابی یا تابعی سے نقل کیا ہے۔

اس تحقیقی تحریر میں پہلے ان احادیث کا جائزہ لیا جاتا ہے جو احادیث گوہر خان خٹک نے روایت بالمتن پشتو اور عربی دونوں میں نقل کی ہے۔

حدیث I: "قَالَ رَسولُ الله لَقَدْ رَاَیْتَنِیْ فِیْ غِلْمَانِ قُرِیْشٍ نَنْقُلُ حِجَارَةً لِبَعْضِ مَا یَلْعَبُ بِہِ الْغِلْمَانُ کُلُّناَ قَدْ تَعَرّیٰ وَ اَخَذَ اِزارَہ فَجَعَلَہ عَلیٰ رَقَبَتِہٖ یَحْمِلُ عَلَیہِ الْحِجَارَةَ فَانّیْ لَاَقْبَل مَعَھُمْ کَذٰلِکَ وَ اُدْبِرُ اِذْ لَکَمَنِیْ لَا کِمَ مَا اَرادَہٗلَکْمَةً وَ جِیْعَةً ثُمّ قَالُ : شُدَّ عَلَیْکَ اِذَارَکَ ۔فَاَخَذْتُہٗ وَشَدَدْتُہٗ عَلَیَّ ثُمَّ جَعَلْتُ اَحْمِلُ الْحِجَارَةَ عَلَی رَقَبَتِیْ وَاِزَرِیْ عَلَیَّ مِنْ بَیْنِ اَصْحَابِی.[6]

پېغمبرؐﷺووې یوه ورځ دَ قریشو دَ هلکانو جماعت سره وم چي لوبې کړې او کاڼیې یو ځو سره اخستل ځکول یي او جمله برهنه شوی وو او کانی مه پړپا یي جامو کبنی اچول دَ یوځایه بل ځایي وته مه وړل۔ په دا حال کبني یو سړے راغے یو سُوک مُشت یي ووهلم ولېکن نه چي سخت وۀ۔ و ما ته ووې ازار واخله سخت یي په میان وتړچي تۀ، لکه دا نور هلکان دی هسې نۀ یي۔ اګرچي حالت ستا دا هسې دے لیکن واړه عالم به پۀ اقتدار دا پۀ تا پسې وی شاید چي برهنګي ستا د ا هسې دی لیکن واړه عالم به پۀ ظاهره ش یا پخبر دی له ستا صادره شي۔ سید محمدعالمﷺ ووې ما اواز واوریدۀ چي هغه سړے مي نه لیدۀ نور مي ازار واخست سخت مي پۀ میان وتړۀ ۔ پس له هغه مي ازار تړلے کاڼېځکول او نور هلکان هم هغه هسې برهنه وو۔

ترجمہ: حضورؐ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو قریش کے لڑکوں میں پایا جو لڑکپن کے بعض کھیلوں کیلئے پتھر اُٹھاتے تھے۔ ہم میں ہر ایک برہنہ ہوگیا اور اپنا تہبند لیکر اس کو گردن پر رکھ لیا تاکہ اس پر پتھر اُٹھائے۔ میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ یکایک کسی نے مجھے ایک مکا مارا جو میرے خیال میں تکلیف دہ نہ تھا اور کہا کہ اپنا تہبند باندھ دو۔ میں نے اپنے آپ کو قریش کے لڑکوں میں پایا جو لڑکپن کے بعض کھیلوں کیلئے پتھر اُٹھاتے تھے۔ ہم میں ہر ایک برہنہ ہوگیا اور اپنا تہبند لیکر اس کو گردن پر رکھ لیا تاکہ اس پر پتھر اُٹھائے۔ میں بھی ان کے ساتھ اسی طرح آتا جاتا ہوں کہ یکایک کسی نے مجھے ایک مکا مارا جو میرے خیال میں تکلیف دہ نہ تھا اور کہا کہ اپنا تہبند باندھ دو۔

مذکور بالا حدیث بخاری کی صحیح حدیث ہے جسمیں حضورؐ کے اوصاف کا تذکرہ ہے کہ آپؐ اس شان میں سن بلوغت کو پہنچے کہ اپنی قوم میں مروت کے لحاظ سے بہترین اخلاق میں اچھے اور حسب ونسب میں سب سے اعلیٰ تھے۔

حدیث2: "قَالَ رَسُوْلُ اللهِ اُمِرْتُ اَنْ اُبشِّرَ خَدِیجه بِبَیْتٍ مِنْ قَصَب ۔ لَا صَخَبَ فِیْہِ وَلَا نَصَب.[7]

جعفرؓ بن ابی طالب پۀ فضائل کښې دَ خدیجیؓ روایت کړے دے لۀ پیغمبرﷺسرور عالمﷺدوي وما تہ یې وفرمائیل چې خدیجیؓ وتہ بشارت وکړه دَ بہشت پۀ کوټہ، چې هغہ کوټہ لۀ یوی مرغلرې سازه کړېده او ساکنانوتہ دَ هغې کوټې نہ بیماری وی نۀ ازار نۀ دردِ سر۔

ترجمہ: جعفرؓبن ابی طالب نے خدیجہؓ کے فضائل میں نبی کریمؐ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ کو خوشخبری دو کہ جنت میں ایک گھر جو کہ ایک موتی کے ایک دانے سے تیار کیا گیا ہے۔ جس میں بسنے والوں کے لئے کوئی تکلیف نہ ہو گی اور نہ بیماری کا خطرہ ہو گا اور نہ کسی دردسر کا۔

مذکور بالا حدیث بخاری و مسلم ترمذی کی صحیح حدیث ہے۔ جسمیں خدیجہؓ کو جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دی گئی ہے۔

حدیث3: "قال إقری خدیجہ السلام من ربھا فقال رسول اللهﷺ یا خدیجہ ھذا جبرئیل یقرئک السلام من ربک فقالت خدیجہ الله : الله السلام و منہ السلام وعلی جبرئیل السلام .[8]

جبرائیل علیہالسلاموپیغمبروتہراغےورتہیپووپاےمحمدﷺخداوندتعالیٰوفرمائیلوتاوتہچیسلامزماپۀخدیجہؓتعالیٰعنہاورسوه۔سیدعالمپاڅېدهٔوخدیجیؓورتہورغےاوېچپاےخدیجیؓدادےجبرائیلعلیہ السلام ولاړدے پۀ تا سلام دَ حق تعالیٰ رسوی۔ خدیجہؓلۀډېری شادمانی پاڅېدهٔودریده وئ وی سلام د ما دَ خداوند دے چې دې پاک لۀ همہ چون دے اولۀ ده نہ دی جملہ سلامونہ او آفرین او درود پۀ جبرائیل علیہ السلام باندې چی دے دې رسالت پۀ حق دے دی رسول دَ رسولونو دَ خدائ۔

ترجمہ: جبرائیل علیہ السلام نے آکر نبی کریمؐ سے کہا! کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرا سلام خدیجہؓ کو پہنچادیں۔ نبی کریمؐ اُٹھے اور خدیجہؓ کے پاس گئے کہ اے خدیجہؓ! یہ جبرائیل علیہ السلام کھڑے ہیں اور حق تعالیٰ کی طرف سے آپ پر سلام لائے ہیں۔ خدیجہؓ نہایت خوشی کے عالم میں اُٹھ کھڑی ہوئی اور اُنہوں نے کہا کہ سب عیبوں سے پاک ہے میرے پروردگر تو خود ہی سلام ہیں۔ اور تیری ہی طرف سے ہے سلامتی اور آفریں۔ سلام ہو جبرائیل علیہ السلام پر جو پیغمبروں پر اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچاتے ہیں اور تمام رسولوں کا پیامبر ہے

یہ ترمذی کی حدیث ہے جسمیں اللہ تعالیٰ نے خدیجہؓ کو سلام کیا ہے۔

حدیث4: "اَتَسْتَمِعُوْنَ يَا مَعْشَرَ قُرَيْشٍ اَمَاَ وَالَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِهِ لَقَدْ جِئْتُكُمْ بِالذَّبْحِ.[9]

اے قومہ دَ قریشو! واروئ پہ هغہ خدائی چی ځان دَ محمدﷺدَ دۀ دَ قدرت پۀ لاسو کښی دے چی دَ دی دپاره راغلے نہ یم چې تاسې لکہ مږونہ پۀ چاړۀ ذبح کړم۔

ترجمہ: اے قریش کے لوگوں سنو!قسم اس ذات کی جسکی قبضہ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے مجھے اس لئے مبعوث کیا گیا ہے کہ تم لوگوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح ذبح کروں۔ مذکور بالا حدیث بخاری کی صحیح حدیث ہے جو باب فضائل ابو بکر صدیقؓ میں اس کا تذکرہ کیا ہے۔

حدیث5: قَالَ ابن اسحاق: فَذَكَرَ الزُّهرى عن عروة بن الزبير عن عائشہؓعنها أنها حدثہ ۔

"اَنَّ اَوَّلَ مَا بِدِئ‌َ بِہِ رَسُوْلُ الله عليہ السلامِنَ النَّبُوَّةِ حِيْنَ اَرَادَاللهُ كِرَامَتَہ،وَرَحْمَتُہ الْعِبَادِ بِہِ الرُّوُّ يَا الصَّادِقُةّ يا رَسُوْلُ الله رُوّْيَا فِىْ نَوْمِہِ اِلَّا جَاءَتْ كَفَلَقَ الْصُبْحُ قَالَتْ وَحبَّبَ الله تَعَالىٰ اِلَيْہِ الْخُلْوَه ۔ فَلَمْ يَكُنْ شئٍ اَحَبَّ اِلَيْہِ مَنْ اَنْ اَيَخْلُوْا وَحَدَ.[10]

محمد بن دَ اسحاق رحمتہ اللہ علیہ پہ روایت دَ زهریؒ عائشہ صدیقہؓ اول چی زمونږ پیغمبرؐ ﷺ ظاهر شۀ پۀ ابتداء وحی وۀ ریشتینے او هر خوب چې بہ یې ولیدۀ لکہ صبح صادق ریشینے بہ شۀ۔ خلوت عزلت یې لۀ عالم دوست لرۀ تنها بہ خوش وۀ چې لۀ حق بہ ناست لہ سړیو ګدون اختلاط کم کړ۔

ترجمہ: محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ نے زہریؒ کے حوالے سے اُم المومنین عائشہ صدیقہؓ سے روایت کیا ہے۔ اول جب نبی کریمؐ کو نبوت مل رہی تھی ابتداء میں وحی کے خواب تھے جو بھی خواب نبی کریمؐ دیکھتا صبح صادق کی طرح سچا ثابت ہو جاتا۔ خلوت اور تنہائی آپؐ کیلئے محبوب بنادی اور تنہا خوش رہتے تھے اور لوگوں کے ساتھ نشست وبرخاست کیم کر دیا۔

یہ بخاری اور مسلم کی صحیح حدیث ہیں۔ جو باب بدء الوحی میں ہے جسمیں اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ آپؐ نبوت سے جو بھی خواب دیکھتے وہ صبح سچا ثابت ہوتا۔

حدیث6: "قال ابن اسحاق وَحَدّثنى صالح بن كِسْان عن عُدْوه بن الزبير عَنْ عائشہؓقَالَتْ اَفْتَرِضْتِ الصَّلاةُ عَلىَ رَسُوْلُ اللهِ أَوَّلُ مَا اُفْتَراضَيْتُ عَلَيْہِ رَكَعَتَيْن رَكَعَتَيْنِ ، كُلُّ صَلَاةُ ثُمَّ اِنَّ الله تعالىٰ أَتَمَّهَا فِىْ الْحَضْرِ أَرْبَعَ ۔ وَأَقَرَّهَا فِىْ السَّفَرِ عَلَى فَرْضِهَا اَلاَوَّلُ رَكَعَتَينِ.[11]

عائشہؓ ووې اول نمونځ چې پۀ سرور عالمؐ ﷺ فرض کړه، دوه دوه رکعتہ وۀ تردی دو رکعتو یې زیاتہ نۀګُزارل پس لہ هغہ حق تعالیٰ پۀ حضریعنی پۀ مقیم څلور رکعتہ کړۀ او دَ سفر یی پۀ حال خود پرېښول۔

ترجمہ: محمد بن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے صالح بن کیسان نے عروہ بن الزبیر سے انہوں حضر تام المؤمنین حضرت عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ابتداء میں نبی کریمؐ پر نماز دو رکعت فرض ہوئی دو رکعت سے زیادہ نہ تھی۔ اس کے بعد حق تعالیٰ نے مقیم پر چار رکعت فرض کیں اور سفر کی دو رکعتیں اقرار رکھیں۔

یہ بخاری شریف اور مسلم کی صحیح حدیث ہیں۔ جو باب فرض فی کتاب الصلاۃ المسافدین میں ہے جسمیں مقیم اور مسافر کی نماز کا تذکرہ کیا ہے۔ اب ان احادیث کا تحقیقی جائزہ لیا جاتا ہے جس کا مصنف نے صرف معنی ومفہوم پشتو میں بیان کیا ہے۔ لیکن یہ اصل میں احادیث ہیں۔ پہلے ان کو پشتو میں بعد میں ترجمہ کیا ہے اور آخر میں اس کی عربی لکھا ہے۔

حکیم بن حزامؓ نے شام سے چند غلام لائے تھے اور زید بن حارثہؓ حضرت خدیجہؓ کو دے دیا۔ جب خدیجہؓ کی شادی نبی کریمؐ سے ہوئی تو خدیجہؓ نے زید کو حضورؐ کی خدمت کیلئے وقف کر دیا۔ زین بن حارثہؓ کے والدین زید کی تلاش میں پھیرتے پھیرتے مکہ آئے اور زید کو نبی کریمؐ سے مانگا۔ تو حضورؐ نے زیدؓ کے باپ کو کہا کہ زید کو اختیار ہے کہ وہ جانا چاہتا ہے یا نہیں میں کچھ نہیں کہتا ہوں۔ اس بارے میں گوھر خان خٹک نے حدیث کا تذکرہ کیا ہے۔

حدیث7: رسول الله زید وته یې ووې چې اے زید! که ستا رضاوی چې دَ پلار سره په درومې، ما اختیار درکړے درومه دَ پلار سره اوکۀ نه ستا رضا هسی ده چې ما څخه به وسې هم مختارې زید ووې زما زړۀ نۀ شی چې یوه لحظه ستا لۀ خدمت مفارقت وکړمځو ژوندے یم ستا پۀ خدمت کبنی یم۔ پس لۀ هغه زیدؓ خپل رُخصت کړۀ او دې په خدمت دَ سید عالمﷺ پاتو شۀ،څوچې په سید عالم وحې راغله دعوت یې دَ خلق وته آغاز کړه۔

ترجمہ: رسول اللہ نے زید سے فرمایا۔ تم چاہو تو میرے پاس رہو اور چاہو تو اپنے باپ کے ساتھ چلے جاؤ تو زید نے کہا کہ میں تو آپ کے پاس ہی رہوں گا۔ اور وہ رسول اللہ کے پاس ہی رہے۔ اس کے بعد زیدؓ نے اپنے والد کو رُخصت کیا اور آپؐ آپؐ کے پاس ٹھہرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مبعوث فرمایا تو انہوں نے آپؐ کی نبوت کی تصدیق کی اور اسلام اختیار کیا اور آپؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔

"فَقَالَ رَسُوْلُ اللہ إِنْ شئت فاقم عندی: وَ إِنْ شِئْتَ فَانْطَلَقَ مع ابیک فقال بل أقیم عندکَ فلم یزل عند رسول اللہ حتی بعثہ اللہ فَصَدَقَہَ وَأَسلَمَ وَ صَلَّی مَعَہ "[12]

یہ روایت ترمذی کی ہے جو باب مناقب زیدؓ میں اس کا تذکرہ ہے ترمذی اسے حدیث حسن صحیح غریب کہا ہے طبرانی نے معجم الکبیر میں نقل کیا کہ اس کے تمام اسناد حسن ہے۔

جس میں زیدؓ نے نبی کریمؐ کی صحبت کو اپنے والد پر ترجیح دی، والد کی جُدائی برداشت کرسکتے تھے لیکن آپؐ کی جُدائی برداشت نہیں کرسکتے تھے۔

حدیث8: پیغمبرؐﷺووې: چې هیڅ پیغمبر دَ خدائی نۀ وۀ چې ده شپون والے کړے نۀ دے، بزیی، مړونه بیځرولی نۀ دی۔ اصحابو ورته ووی: تاهم یا رسول الله! وی وی هو ما هم۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں۔ پوچھا گیا اے اللہ کے رسول کیا آپ نے بھی؟ فرمایا (ہاں) میں نے بھی۔

"مَا مِنْ نَبِيٍ اِلاَّ وَقَدْ رَعَى الْغَنَمَ قِيْلَ: وَأَنْتَ يا رَسُوْلُ الله قَالَ وَأَنَا" [13]

یہ بخاری کی صحیح حدیث ہے۔

حدیث9: رسول الله وفرمائیل چی هغه جبرائیل وهٔ خو کهٔ ابوجهل نیزدو ما وته راغلے وے جبرائیل به دي هلاک کړے وهٔ.

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ ابوجہل میرے نزدیک آتا تو جبرائیل علیہ السلام اس کو ہلاک کردیتے۔

"قَالَ رَسُوْلُ الله ذَلِکَ جبرائيل عليه السلام لو فعله لأخذته الملائکه.[14]

یہ حدیث بخاری شریف اور ترمذی دونوں میں ہیں جو صحیح ہے۔ یہ حدیث جو ابوجہل کے بارے میں ہیں جب اس نے ایک مرتبہ ارادہ کیا کہ آپؐ کے سر پر پتھر مارو، جب پتھر اُٹھایا تو فوراً پیچھے ہٹ گئے۔ کیونکہ اس نے فرشتہ کو دیکھا تھا اگر وہ پتھر مارتے تو فرشتہ اس کو ہلاک کردیتے گوھر خان خٹک نے اس حدیث کو پشتو میں نقل کیا ہے۔ جو بہت طویل ہے یہاں اس کو پشتو اور عربی میں مختصر لیکن ترجمہ پورا لکھا ہے۔

حدیث10: قریشو نضر بن حارث ته ووې چې ته لهٔ عقبه بن ابی معیط سره مدینې وته ورشه او (دَ) یهودو لهٔ اخبارونه پُښتنه دَ محمدؐﷺوکړه. دَ دهٔ لهٔ احوال به واقف وی چېدوی اهل کتاب دی. علماء بهٔدَ یهودو پوهیږی چې توریت ، انجیل (بې) لُتسی دې اوکهٔ دا محمدؐﷺپیغمبر دَ خدائی دے هراینه به دوې پهٔ احوال دَ دهٔ خبروی او صفت او لغت بی یی دَ دهٔ له اسلافو اوریدلی وې------------------پس لهٔ پنځلسو ورځو جبرائیل علیه السلام پریی نازل شهٔ او سوره کهف یې پرېراکوز کړ رای وړاو قصه دَ اصحاب کهف پهٔ دا سورت کښې بیان او حکایت دَ ذوالقرنین او مسئله دَ روح په سورت کښې دَ بنی اسرائیل کښلېده. اخبار یې پکښې کړے ده چېځواب دَ دوی پهٔ دا رنګ وئیلے بویه. نو سرور عالمﷺ هغه جماعت دَ مشرکانو چې امتحان یې کړےوهٔ ویېویل او بل سورت کهف یې ودوی وته ولُست. او قصه یې دَ اصحاب کهف ودوې وته ووې او حکایت یې دَ ذوالقرنین و دَوی وته بیان کړ او دَروح دَمسئلې ودوی وته ځواب ورکړ نور بعضې اقرار شول بعضې په انکار کښې پاتو شول او په اسلام مشرف شول.

ترجمہ: قریش نے نضر بن حارث سے کہا کہ آپ عقبہ بن ابی معیط کے ساتھ مدینہ جائیں اور یہودیوں کے علماء سے محمدؐ کے بارے میں پوچھیں وہ ان کے احوال سے واقف ہونگے۔ کیونکہ وہ اہل کتاب ہے علماء یہودیوں کیو پہچان لینگے انہوں نے تورات اور انجیل پڑھی ہیں۔ اگر محمدؐ پیغمبر خدا ہیں تو ضرور بالضرار یہ لوگ (احبار یہود) نبی کریمؐ کے احوال سے واقف ہونگے او نبی کریمؐ کے صفات اور نعت سُنے ہونگے نضر بن حارث نے کہا اچھا میں چلا جاؤنگا۔ تو نضر بن حارث اور عقبہ بن ابی معیط دونوں اُٹھے اور مدینہ گئے یہود کے علماء کے پاس جاکر اُن سے کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں کہ آپ لوگوں سے محمدؐ کے بیان اور احوال کی تصدیق کرلیں کیونکہ آپ لوگ اہل کتاب ہیں تورات اورن انجیل سے نبی کریمؐ کے احوال معلوم کئے ہونگے۔ نبوت کے متعلق اور معاملوں کے متعلق سیکھا ہوگا۔ ہمیں یقین ہے کہ سچے اور جھوٹے کا فرق آپ کرسکتے ہیں اور محمدؐ نے دعوت نبوت کا آغاز کیاہے۔ ہمارے دین کو باطل اور ہمارے خداؤں کو بُرا کہتاہے۔ ہمیں کفر و گمراہی کی نسبت دے کر عجیب وغریب باتیں کرتا ہے۔ قرآن عجیب طریقے سے پڑھتاہے آپ اُس کو کیا دیکھاتے ہیں اور ہمیں یہ فرماتا ہے جب انہوں نے یہ سب کچھ سُنا اس کے بعد انہوں نے یہ حکایت سُنائی تو پھر نبی کریمؐ کی تعریف انہیں سُنائی۔

علمائے یہود نے ان سے کہا کہ جاؤ ان تین مسائل کے جوابات ان سے دریافت کرو اگر ٹھیک جواب دے تو سمجھ لو! کہ دین پیغمبرؐ سچاہے اگر درست جواب نہ دیں تو سمجھ لو کہ وہ پیغمبر نہیں ہے۔ اور وہ دعوہ جو یہ کرتا ہے جھوٹ اور باطل ہے (۱) اصحاب کھف کے متعلق پوچھو (۲) دوسرا سوال اُن سے ذوالقرنین کے متعلق کرو (۳) روح کی حقیقت پوچھو۔ یہ لوگ پھر وہاں سے اُٹھ کر واپس مکہ لوٹ آئے۔ مکہ آکر جیسے اُن کو کہا گیا تھا قریش کو بتایا کہ علمائے یہود نے ہمیں یہ کچھ بتایا۔ قریش گئے آپؐ سے تینوں مسئلے پوچھے آپؐ نے جواب دیا ابھی جاؤ! کل پھر آنا میں آپ کے سوالوں کا جواب دے دونگا۔ آپؐ نے ان شاء اللہ کہا۔ دوسرے دن جبرائیل علیہ السلام نہ آئے اسی طرح پندرہ دن جبرائیل علیہ السلام نبی کریمؐ کے پاس نہیں آئے۔ سید عالمؐ کا دل بہت تنگ ہوا ادھر کافروں نے باتیں شروع کیں کہ محمدؐ نے ایک دن کا وعدہ کیا تھا اب دیکھو پندرہ دن گذر گئے ابھی تک سوالوں کا جواب نہیں دیا ہے۔

معلوم ہوا کہ یہ پیغمبرؐ خدا نہیں اور جو دعویٰ یہ کرتا ہے باطل اور جھوٹ ہے آؤ اس سلسلہ میں ہرزہ گوئیاں زیادہ کردیں۔ پیغمبرؐ یہ ہرزہ گوئیاں سنتے تو غمگین ہوتے۔ آخر پندرہ دن کے بعد جبرائیل علیہ السلام آئے اور سورۃ کہف آپؐ پر اُتاری۔ اصحاب کہف کے متعلق اسی سورت میں خبر دیا۔ ذوالقرنین اور روح کا بیان سورۃ بنی اسرائیل میں ذکر کیا تھا۔ پھر نبی کریمؐ نے وہی گروہ جو نبی کریمؐ کا امتحان لیناچاہتے تھے بلایا اور سورۃ کہف ان کے سامنے پڑھی۔ ذوالقرنین کی حکایات ان کو بتادی اور روح کا جواب بھی ان کو بتایا گروہ میں کچھ نے مان لیا اور بعض نے روگردانی اختیار کی۔ انکار ہی میں رہے اور اسلام قبول نہیں کیا۔

جب قریش کے سرداروں نے مدینہ کے یہود کے علماء سے مشورہ کر کے آپؐ سے تین سوال کئے تھے جو اصحاب کھف، ذوالقرنین اور روح کے بارے میں تھے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی نازل ہو کر تفصیل سے ان کے جوابات دیئے گئے۔ یہ اصل میں بخاری شریف و مسلم شریف کی حدیث ہیں جو حسن صحیح غریب ہے۔

"سوال قریش واخبار الیهود للنبیؐ عن ذی القرنین والکهف والروح، وکان النضر بن حارث من شیاطین قریش، وممن کان یوذی رسول الله. [15] یہ اصل میں بخاری، مسلم ترمذی کی حدیث ہے جو کتاب باب سورۃ بنی اسرائیل میں اس کا تذکرہ ہے جو صحیح حسن غریب ہے۔

حدیثII: محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ روایت کړے دے چې یو جماعت دَ نصارىٰ وو پېغمبرﷺخحہ ناست وۂ سیدعالمﷺ ووې چې تاسی چې ستوری پہ آسمان کښی وګرځی خۀ رنګ وپوهیږۍ چې دا خۀ وشول؟ دوی ووې پۀ پریوتل دَ ستوری دلیل وکړو چې بادشاه پہ مخ دَمزکی چرتہ وفات شوے دے یا مولود مړشوے دے۔ رسولؐ اللہ منع کړل او دوی وتہ (ہی) ووې دا هسې نہ دے لکہ تاسی وائی چې تلل دَ دې ستورو یو سبب دا دے۔ حق تعالیٰ چې حکم وکا پہ خپل خلق او قضا د هغہ کاروی او جملہ دَ عرش پہ هغۀ حکم دَ قضا اګاهی بیا مومی پہ تعظیم دَ خدائی پہ تسبیح او پہ تهلیل شی--------------پس لہ هغہ یو جماعت دَ مهترانو دَ دوې، قصد دَ پیغمبر وکړ او راغلل پہ ده یې ایمان راوړولاړل خپل قوم وتہ یې دعوت دَ اسلام ورکړل۔

ترجمہ: عبداللہ بن عباسؓ سے انہوں نے چند انصار کے لوگوں سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ نے دریافت فرمایا۔ تم ان تاروں کے متعلق جن کو پھینکا جاتا ہے کیا کہا کرتے تھے انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی جب ہم انہیں پھینکتے ہوئے دیکھتے تو کہتے تھے کہ کوئی بادشاہ مر گیا۔ یا کوئی بادشاہ بر سر حکومت ہو گا کوئی لڑکا پیدا ہو گا یا کوئی لڑکی مر گیا۔ ایسا نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے متعلق جب کوئی فیصلہ صادر فرماتا ہے۔ تو حاملان عرش اس کو سن کر تسبیح کرتے تو ان کے نیچے والے تسبیح کرتے اور ان کی تسبیح کی وجہ سے ان کے تحت ولاے بھی تسبیح کرتے۔ اسی طرح تسبیح اترتی چلی آتی یہاں تک دنیوی آسمان تک پہنچ جاتی پھر وہ آپس میں ایک دوسرے سے پوچھتے تم نے کیوں تسبیح کی وہ کہتے ہمارے اوپر والوں نے تسبیح کی تو ہم نے تسبیح کی وہ کہتے کہ تم اپنے اوپر والوں سے کیوں نہیں پوچھتے کہ انہوں نے کیوں تسبیح کی۔ پھر بھی اسی طرح کہتے یہاں تک کہ حاملان عرش تک پہنچ جاتے اور ان سے پوچھا جاتا کہ انہوں نے کیوں تسبیح کی تو وہ کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کے فلاں معاملے میں ایسا ایسا فیصلہ فرمایا ہے۔ تو وہ خبر ایک ایک

آسمان سے ہوتی ہوئی اترتی یہاں تک کہ دینوی آسمان تک پہنچتی اور وہ اس کو یہاں کرتے تو شیاطین اسے چوری سے تو ہم اختلاف کے ساتھ سنتے۔ پھر وہ زمین پر رہنے والے کاہنوں کے پاس لاتے اور ان سے بیان کرتے تو کبھی غلطی کر جاتے اور کبھی صحیح بتادیتے پھر کاہن دوسروں سے بیان کرتے تو بعض (خبریں) صحیح بتاتے اور بعض میں غلطی کر جاتے پھر اللہ تعالیٰ نے ان تاروں کے ذریعے جو ان پر پھینکے جاتے تھے۔

شیاطین کو روک دیا اور کہانت ختم ہوگئی اور اب کہانت باقی نہ رہی۔"عبداللہ بن عباسؓ عَنْ نَضَرَ مِنَ الاَنْصَار، اَنَّ رَسُوْلُ اللہ قَالَ لَهُمْ مَا ذَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ فِيْ هَذَا النجم يُرْمَى بِہ۔۔۔۔۔۔فَانْقَطَعَتْ الكهانۃ اليوم: فَلاَ كَهانة "[16] یہ مسلم کی حسن صحیح حدیث ہے جب نبی کریم ﷺ کی نبوت سے پہلے اور بعد میں جب آسمان میں کوئی ستارہ گرتا تو ان کے متعلق ان لوگوں میں غلط یقین تھا اس حدیث میں اس غلط یقین کی اصلاح کی گئی ہیں۔ یہ مسلم شریف کی حدیث حسن صحیح ہے جو ابن عباسؓ سے منقول ہے۔

حدیث12:

محمد بن اسحاق رحمته الله وائی چې پۀ عهد دَ خلافت د عُمرؓ پۀ مسجد کښې ناست وۀ، سترګې یې په هغه شخص ولګیدې۔ دَ خپلو یارانو وته یې ووې۔ چې دا مرد یا مسلمان دے یا به لۀ کا هنانو څوک وی۔ نورې لۀ دۀ پُښتنه وکړه چې اسلام دی قبول کړے دے ؟ دۀځواب ورکړه الحمد الله په اسلام مشرف شوےیم-------------عمرؓ ووېهوس زما لۀ هغی ورځې وَاسلام وته وشۀ۔ پس لۀ هغه هره ورځ چې تیریده مینه مې پۀ اسلام زیاتیده څو ورځعلم اسلام مې راوړو او دا حکایت مې په داوکړ چې دَ معجزه وه رسول الله معجزاتو چې په حالت دَ جهالت بهیمه لۀ دۀ سره خبرې وکړې۔

ترجمہ: عثمان بن عفان کے غلام عبد اللہ بن کعب سے روایت کی ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ کی مسجد میں عمرؓ کی تلاش میں آیا۔ جب عمرؓ نے اس کو دیکھا تو فرمایا یہ شخص اپنے شرک پر قائم ہے اس نے شرک کی باتیں نہیں چھوڑی۔ یہ فرمایا کہ وہ زمانہ زمانۂ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے آپ کو سلام کیا اور بیٹھ گیا تو عمرؓ نے اس سے فرمایا کیا تو نے اسلام اختیار کیا ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اے امیر المؤمنین فرمایا کیا تو زمانہ جاہلیت میں کاہن تھا۔ اس شخص نے کہا سبحان اللہ اے امیر المؤمنین آپ نے میری نسبت ایسا خیال فرمایا۔

اور آپ نے مجھ سے ایسے معاملے کی نسبت گفتگو کا آغاز فرمایا ہے۔ کہ جب سے آپ اس عظیم الشان خدمت پر فائز ہوئے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ آپ نے اپنی رعایا میں سے کسی سے اس معاملے میں گفتگو نہیں فرمائی آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ مغفرت فرمائے ہم زمانہ جاہلیت میں اس سے بدتر حالت پر تھے بتوں کی پوجا کرتے تھے اور مورتیوں سے چمٹے رہتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنے رسول اور اسلام کے ذریعے عزت بخشی اس نے کہا جی ہاں اے امیر المؤمنین اللہ کی قسم میں زمانہ جاہلیت میں بے

شک کاہن تھا۔ فرمایا اچھا تو مجھے بتاؤ کہ تمھارے ساتھ (جن) نے تمھیں کیا خبر دی تھی۔ انہوں نے کہا۔ اسلام سے ایک ماہ یا کچھ دنوں پہلے وہ میرے پاس آیا اور کہا۔

"اَلَمْ تَرَ اِلَى الْجِنِّ وَ اِبْلَاسِهاَ مِنْ دِيْنِهَا، وَلُحُوْمِهَا بِالْقِلَاصِ وَاَحْلَاسِهاَ"۔

کیا تو نے جنوں اور ان کے خزن وملال اور ان کی اپنے دین سے ناامیدی اور ان کی اونٹوں اور ان کے پالانوں کو لازم کر لینے یعنی تیاری سفر پر غور نہیں کیا۔

"عبدالله بن كعبؓ مولى عثمان ابن عفانؓ عن حدث ان عمر بن خطاب بينا هو جالس فى الناس فى مسجد "رسول الله اِذَا أَقْبَلَ رَجَلَ مِنَ المِحْرَابِ داخلاً۔۔۔۔۔۔۔وَ ذٰلِکَ قَبْلَ الْاسلامِ بشہر او شیٔعہ، يقول: يا ذَريح اَمَرَ نَجِيْح رجل يُصْبَح: يقول: لا اله اِلاَّ الله"[17]

یہ اصل میں بخاری کی صحیح حدیث ہے جو فضائل صحابہ باب اسلام عمرؓ میں ہے جسمیں حضرت عمرؓ اور ایک آدمی کی بات چیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

حدیث13: محمد بن اسحاق رحمته الله علیہ روایت کا لۀ ابن عباس نہ چې ابن عباس دوې لہ سلمان فارسی نہ مې واوریدل چې دۀ حکایت کاوۀ دَ خپلہ ابتدا کار اوزہ یې خبر کړم. دۀ وې چې زۀ فارس مردوم لہ اصفهانو نۀ دَ هغہ کلی وم چې دَ هغہ کلی نوم (جیّ) او پلار مې دهقان دَ هغہ کلی وۀ او منعم وۀ.........سلمان ووې پاڅېدم قصد مې دَ حجاز وکړ - عربو زۀ ونیوم پہ بندگی یې خرڅ کړم هم پۀ دا رنگ تمامی قصہ بیخپلہ ووې: سید عالمﷺ وَ دۀ وتہ ووې اے سلمانہ! کۀدا حکایت تا وما وتہ رشتینے وئیلی دی وپوهیږہ چې هغہ شخص عیسی بن دَ مریم وہ علیہ السلام.

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری نے محمود بن لبید سے اور انہون نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی۔ انہوں نے کہا کہ مجھ سے سلمان الفارسی نے بیان کیا اور میں نے خود ان کے منہ سے سنا انہوں نے کہا کہ میں فارسی اصبہان والا وہاں کے جبی نامی قریہ کا رہنے والا تھا۔ اور میرے والد اپنے قریہ کے ایک کسان تھے اور میں انہیں تمام مخلوق خدا سے زیادہ پیارا تھا۔ اس کی وجہ سے ان کی محبت مجھ سے ہمیشہ رہی۔ یہاں تک کہ وہ مجھے اپنے گھر میں اس طرح مقید رکھتے جس طرح ایک لڑکی کو بند رکھا جاتا ہے۔ اور میں نے مجوسیت میں کوشش کی یہاں تک آگ کے ان خادموں میں سے ہو گیا جو اس کو ہمیشہ روشن رکھتے اور گھڑی بھر کے لئے بھی بجھنے نہیں دیتے تھے۔ اور میرے والد کے پاس بڑی زمین تھی۔ اور وہ ایک روز اپنے ایک مکان بنانے میں لگ گئے تو مجھ سے کہا اے میرے پیارے بیٹے آج میں اپنے اس مکان کے بنانے کے سبب سے اپنی زمین کی دیکھ بھال نہیں کر سکتا تم وہاں جاؤ اور اسے دیکھ آو اور انہوں نے کچھ ایسی باتوں کا بھی مجھے حکم دیا جو وہاں چاہتے تھے۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا مجھے چھوڑ کر کہیں تم وہاں رہ نہ جانا کیوں کہ اگر مجھے چھوڑ کر تم وہاں رک گئے تو مجھے اپنی زمین سے بھی زیادہ تمھاری فکر ہو جائے گی اور مجھ سے میرے تمام کام چھڑا دے گی انہوں نے کہا کہ جب میں ان کی زمین کو جانے کے لئے نکلا جس کی

جانب انہوں نے مجھے روانہ کیا تھا۔ تو میرا گز نصاریٰ کے کلیساؤں میں سے ایک کلیسا پر سے ہوا۔ میں نے اس میں ان کی نماز پڑھنے کی آوازیں سنیں اور میں ان لوگوں کے حالات سے بالکل ناواقف تھا کیونکہ میرے والد مجھے اپنے گھر ہی میں بند رکھتے تھے جب میں نے ان کو دیکھا تو ان کی نماز مجھے بہت پسند آئی اور ان کے کاموں کی جانب مجھ میں رغبت پیدا ہوئی میں نے کہا اللہ کی قسم اس دین سے جس میں ہم ہیں یہ بہتر ہے۔ پھر تو خدا کی قسم میں ان کے ساتھ ہی رہا یہاں تک کہ سورج ڈوب گیا۔ اور اپنے والد کی زمین کو نہ جاسکا۔ پھر میں نے ان سے کہا اس دین میں ملنے کے لئے مجھے کہاں جانا ہوگا۔ انہوں نے کہا شام کو۔ پھر میں اپنے والد کے پاس لوٹ آیا جبکہ وہ میری تلاش میں لوگوں کو ادھر ادھر بھیج چکے تھے اور میں نے ان سے ان کے تمام کام چھڑا دیئے پھر جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے کہا بیٹا کہاں تھے کیا یں نے تم سے پہلے ہی سب کچھ نہیں کہہ دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے کہا ابا جان میں کچھ لوگوں کے پاس سے گذرا جو اپنے کلیسا میں نماز پڑھ رہے تھے۔ مجھے ان کی دین کی وہ باتیں جو میں نے دیکھیں بہت پسند آئیں۔ اللہ کی قسم سورج ڈوبنے تک انہیں کے پاس رہا ان کے والد نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اس دین میں کوئی بہتری نہیں ہے۔ تمھارا اور تمھارے بزرگوں کا دین اس سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا میں نے اپنے والد سے کہا ایسا نہین ہے اللہ کی قسم بے شبہہ وہ ہمارے دین سے بہتر ہے کہا کہ پھر تو وہ مجھے دھمکانے لگے اور میرے پاؤں میں بیڑی ڈال دی اور گھر میں مجھے قید کر دیا اور میں نے نصاریٰ کی طرف کہلا بھیجا کہ جب تمھارے پاس شام سے کوئی قافلہ آئے تو اس کی مجھے اطلاع دینا کہا کہ اس کے بعد ان کے پاس شام سے نصرانی تاجروں کا ایک قافلہ آیا انہوں نے اس کی مجھے اطلاع دی میں نے ان سے کہا جب وہ اپنی ضرورتیں پوری کرلیں اور اپنے شہروں کو لوٹنا چاہیں تو مجھے مطلع کرنا کہا پھر جب ان لوگوں نے اپنے شہروں کی جانب لوٹنے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں کے جانے کی مجھے اطلاع دی تو میں نے اپنے پاؤں کی بیڑیاں نکال پھینکیں اور ان کے ساتھ بھاگا۔ یہاں تک کہ شام پہنچا اور جب میں وہاں گیا تو پوچھا کہ اس دین والوں میں علم کے لحاظ سے کون بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کلیسا کا اسقف کہا کہ پھر تو میں اس کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا مجھے اس دین کی جانب رغبت ہے میں چاہتا ہوں کہ تمھارے ساتھ نماز پڑھوں، اس نے کہا اندر آؤ۔ میں اس کے ساتھ اندر گیا کہا وہ شخص برا آدمی تھا لوگوں کو صدقوں کا حکم دیتا اور انہیں اس کی رغبت دلاتا اور جب وہ لوگ اپنے پاس سے کچھ نہ کچھ جمع کرتے لاتے تو وہ اس کو اپنی ذات کے لئے جمع کر رکھتا اور مسکینوں کو نہ دیتا یہاں تک کہ اس نے سات گھرے سونا چاندی جمع کر رکھا تھا۔ کہ جب میں نے اس کو ایسا کرتے دیکھا تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تو برا آدمی تھا۔ تمھیں صدقے کا حکم دیتا اور اس کی رغبت دلاتا تھا اور جب تم اس کے پاس صدقہ لاتے تو اس کو اپنے لئے خزانے میں رکھ لیتا۔ اور مسکینوں کو اس میں سے کچھ نہ دیتا تھا۔ کہا تب وہ لوگ مجھ سے کہنے لگے تجھ کو اس کی کیا خبر کہا کہ میں نے ان سے کہا میں تمھیں اس کا خزانہ بتاتا ہوں انہوں نے کہا اچھا تو وہ خزانہ ہمیں بتاؤ۔ کہا کہ میں نے ان کو اس خزانے کی جگہ بتلادی انہوں نے اس میں سے ساتھ گھڑے سونے چاندی سے بھرے ہوئے نکالے۔ کہا کہ جب ان لوگوں نے ان گھڑوں کو دیکھ لیا تو کہا کہ اللہ کی قسم ہم اس کو ہرگز دفن نہ کرینگے۔ کہا کہ پھر تو انہوں نے اس کو سولی چڑھا دیا اور اس پر پتھروں کی بارش کی۔ اور ایک دوسرے شخص کو لائے۔ اور اس کو اس کی جگہ پر مقرر کر دیا۔ راوی نے کہا کہ سلمان کہا کرتے تھے کہ میں نے کسی ایسے شخص کو پانچوں وقت کی نماز نہ پڑھتا ہو (یعنی کسی غیر مسلم کو) نہیں دیکھا جس کو میں نے اس

سے بہتر اور اس سے زیادہ دنیا سے روکش اور اس سے زیادہ آخرت کی طرف راغب اور اس سے زیادہ رات دن کے اوقات کا پابند سمجھا ہو کہا کہ میں اس سے اس قدر محبت کرنے لگا کہ اس سے پہلے اس کی سی محبت میں نے کسی سے نہیں کی۔ کہا کہ میں اس کے پاس ایک زمانے تک رہا جب اس کی موت کا وقت آیا تو میں نے اس سے کہا اے فلاں میں تیرے ساتھ رہا اور تجھ سے ایسی محبت کی کہ تجھ سے پہلے اور کسی سے نہیں کی۔ اور اب تیرے لئے اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آپہنچا جس کو تو دیکھ رہا ہے۔ اب تو مجھے کس کے پاس رہنے کی وصیت کرتا ہے اور کونسی بات کا مجھے حکم دیتا ہے اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں آج کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس (دین) پر ہو۔ جس پر میں تھا۔ لوگ تو چل بسے اور (اب جو رہ گئے ہیں) انہوں نے اس کو بدل دیا اور جن حالات پر وہ تھے ان میں سے اکثر کو چھوڑ دیا ہے۔ بجز ایک شخص کے جو موصل میں رہتا ہے اور وہ فلاں ہے اور وہ (دین کی) اسی حالت پر ہے جس پر میں تھا۔ پس تم اس کے پاس جاؤ۔

پھر جب وہ مر گیا اور آنکھوں سے اوجھل ہو گیا تو میں موصل والے کے پاس پہنچا۔ اور اس سے کہا اے فلاں فلاں شخص نے مرتے وقت مجھے وصیت کی ہے کہ میں تیرے پاس جاؤں اور اس نے مجھے بتایا کہ تو بھی اسی کا ہم خیال ہے۔ کہا کہ اس نے کہا کہ میرے پاس رہو میں اس کے پاس رہ گیا تو میں نے اس کو اس کے ساتھی کا بہترین ہم خیال پایا وہ بھی کچھ زیادہ نہ رہا کہ مر گیا جب اس کی موت قریب پہنچی تو میں نے اس سے کہا اے فلاں فلاں نے مجھے تیری طرف جانے اور تیرے پاس رہنے کی وصیت کی تھی۔ اور اب تیرے پاس اللہ تعالیٰ کا وہ حکم آپہنچا ہے۔ جس کو تو دیکھ رہا ہے تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے اور کس بات کا حکم دیتا ہے اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں کسی ایسے شخص کو نہیں جانتا جو اس (دین) پر ہو جس پر ہم تھے بجز ایک شخص کے جو نصیبین میں ہے۔ اور وہ فلاں ہے اسی سے جا کر ملو۔ پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے غائب ہو گیا تو میں نصیبین والے کے پاس پہنچا اور اپنے حالات اس سے بیان کئے اور اس کے دوست نے جو حکم مجھے دیا تھا اس کی بھی اطلاع دی۔ تو اس نے کہا میرے پاس رہو۔ میں اسی کے پاس رہ گیا۔ میں نے اسے بھی اس کے دونوں ساتھیوں کا ہم خیال پایا پس بہترین شخص کے ساتھ رہنے لگا۔ اللہ کی قسم کچھ دن نہ رہا تھا کہ اسے بھی موت آگئی۔ جب اس کی موت قریب ہوئی تو میں نے کہا اے فلاں فلاں شخص نے فلاں کے پاس جانے کی مجھے وصیت کی تھی اور پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی وصیت کی۔ اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے۔ اور کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ کوئی ایسا شخص باقی رہا ہو جو ہمارا خیال ہو کہ میں تجھے وہاں جانے کا حکم دوں بجز ایک شخص کے روم کی سرزمین عموریہ میں رہتا ہے۔ کہ وہی اس (دین) پر ہے جس پر ہم تھے۔ پس اگر تم چاہو تو اس کے پاس جاؤ بے شک وہ ہمارا ہم خیال ہے پھر جب وہ مر گیا اور نظروں سے چھپا دیا گیا تو میں عموریہ والے کے پاس پہنچا اور اپنے واقعات کی اطلاع دی تو اس نے کہا میرے پاس رہ جا میں اس کے پاس رہ گیا جو اپنے ساتھیوں کی ہدایت پر بہترین شخص اور ان کا ہم خیال تھا۔ کہا کہ پھر میں کمانے دھمانے لگا یہاں تک کہ میرے پاس بہت سی گائیں اور بکریاں ہو گئیں پھر اس پر بھی حکم خداوندی آیا۔ اور جب وہ مرنے کے قریب ہوا تو میں نے ان سے کہا اے فلاں میں فلاں کے ساتھ تھا۔ اس نے مجھے فلاں کے پاس جانے کی وصیت کی۔ پھر فلاں نے فلاں کے پاس اور پھر فلاں نے تیرے پاس جانے کی وصیت کی اب تو مجھے کس کے پاس جانے کی وصیت کرتا ہے۔ اور کس بات کا حکم دیتا

ہے۔ اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ لوگوں میں سے آج کسی نے اس (دین) پر صبح کی ہو جو اس کا سا ہو جس پر ہم تھے کہ میں تجھ کو اس کے پاس جانے کا حکم دوں۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ایک نبی کا زمانہ قریب آپہنچا ہے اور وہ دین ابراہیم علیہ السلام پر مبعوث ہونے کو ہے وہ سرزمین عرب سے ظاہر ہو گا۔ اسکی ہجرت گاہ دو کالے پتھروں والی زمینوں کے درمیان ہو گی۔ ان دونوں زمینوں کے درمیان کھجور کے پیڑ ہوں گے۔ اس (نبی) میں ایسی علامتیں ہوں گی جو چھپ نہ سکیں گی۔ وہ ہدیہ کھائے گا۔ اور صدقہ نہ کھائے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہو گی۔ اگر ان شہروں میں پہنچنے کی تجھ میں طاقت ہو تو وہاں جا۔ کہا کہ پھر وہ شخص بھی مر گیا اور دفن کر دیا گیا اور میں عموریہ میں اللہ تعالیٰ نے جس قدر چاہا رہا۔ پھر میرے پاس سے بنی کلب کے چند تاجر گزرے تو میں نے ان سے کہا مجھے سرزمین عرب کی طرف سوار کرا کے لے چلو اور میں تم کو یہ اپنی گائیں اور اپنی بکریاں دیدیتا ہوں انہوں نے کہا اچھا تو میں نے انہیں وہ سب چیزیں دے دیں اور انہوں نے مجھے اپنے ساتھ سواری پر بٹھا لیا یہاں تک کہ جب وہ وادی القریٰ کو پہنچے تو انہوں نے مجھ پر ظلم کیا اور غلام بنا کر ایک یہودی کے ہاتھ مجھے بیچ ڈالا۔ پس میں اسی کے پاس رہتا تھا اور میں نے نخلستان بھی دیکھا تو مجھے امید ہو گئی کہ یہ وہ شہر ہو گا جس کا بیان میرے دوست نے مجھ سے کیا تھا لیکن اس بستی نے میرے دل میں اثر نہیں کیا۔ اور اسی حالت میں کہ میں اس کے پاس تھا۔ اس کا ایک چچازاد بھائی جو بنی قریظہ میں کا تھا مدینہ سے اس کے پاس آیا اس نے مجھے اس سے خرید لیا۔ اور مجھے مدینہ لایا پس اللہ کی قسم جیسے ہی میں نے اس کو دیکھا اپنے دوست کے بیان کئے ہوئے صفات سے فوراً پہچان لیا۔ اور وہیں رہنے لگا۔ رسول اللہ ﷺ مبعوث ہوئے تو آپ مدت تک مکہ میں رہے اور میں نے اپنی غلامی کے دھندوں کے سبب سے آپ کا کوئی ذکر نہیں سنا باوجود اس کے کہ میں وہیں (یعنی مدینہ میں) تھا۔ پھر آپ نے مدین کی طرف ہجرت فرمائی۔ اللہ کی قسم میں اپنے مالک کے خرما کے درخت پر اس کا کچھ کام کر رہا تھا۔ اور میرا مالک میرے نیچے بیٹھا ہوا تھا۔ یکایک اس کا ایک چچازاد بھائی آیا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے پاس آکر کھڑا ہو گیا اور اس نے کہا اے فلاں بنی قیلیے کو اللہ برباد کرے اللہ کی قسم وہ اس وقت قبا میں ایک شخص کے پاس جمع ہیں جو ان کے پاس آج ہی مکہ سے آیا ہے ان لوگوں کا دعویٰ ہے کہ وہ نبی ہے۔

یہاں تک کہ میں نے خیال کیا کہ میں اپنے مالک پر گر پڑوں گا پھر میں کھجور کے درخت سے نیچے اترا اور میں اس کے چچا بھائی سے کہنے لگا تم کیا کہتے ہو تو میرا مالک غصے ہوا اور مجھے زور سے ایک مکا مارا اور کہا تجھے کیا کام اسی لئے تو میں تیرے کام کی نگرانی کرتا ہوں۔ انہوں نے کہا میں نے کہا کچھ بھی نہیں میں نے صرف اس بات کی تصدیق کرنی چاہی کہ وہ کیا کہتا ہے۔ انہوں نے کہا میرے پاس کچھ (سرمایہ) تھا جس کو میں نے اکٹھا کر رکھا تھا جب شام ہوئی تو وہ لے لیا اور اسکو لے کر رسول ﷺ کے پاس گیا۔ اور آپ قبا میں تشریف فرما تھے۔ میں آپ کے پاس اندر گیا اور آپ سے عرض کی مجھے معلوم ہوا ہے کہ آپ ایک نیک شخص ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کے غریب ساتھی بھی ہیں جو حاجت مند ہیں میرے پاس صدقے کی یہ ذرا سی چیز موجود تھی میں نے آپ لوگوں کو بہ نسبت دوسروں کے اس کا زیادہ مستحق سمجھا۔ کہا کہ میں نے وہ چیز آپ کے نزدیک رکھ دی۔ تو رسول ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا "کلوا" کھاؤ اور آپ نے اپنا ہاتھ روک رکھا۔ اور اس نے نی کھایا۔ کہا کہ میں نے اپنے دل میں یہ کہا یہ ایک (علامت) ہے پھر آپ کے پاس چلا گیا۔ اور پھر کچھ جمع کیا۔ اور رسول ﷺ تبدیل مکان فرما کر مدینہ تشریف

لا چکے تھے۔ پھر میں آپ کے پاس آیا اور آپ سے عرض کی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ صدقہ تناول نہیں فرماتے ہیں اس لئے یہ ہدیہ آپ کے شایاں شان حاضر ہے۔ کہا کہ رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس میں سے کچھ تناول فرمایا۔ اور اپنے صحابہ کو حکم دیا تو آپ کے ساتھ انہوں نے بھی کھایا تو میں نے اپنے دل میں کہا یہ دو (علامتیں) ہوئیں پھر میں رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس آیا تو آپ بقیع الغرقد میں تھے اپنے اصحاب میں سے ایک شخص کے جنازے کے ساتھ تشریف فرما تھے میں نے آپ کو سلام کیا اور چکر لگا کر آپ کے پشت مبارک کو دیکھنے گیا کہ کیا میں اس خاتم کو جس کا وصف میرے دوست نے مجھ سے بیان کیا تھا دیکھ سکتا ہوں۔ (یا نہیں)۔ جب رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دیکھا کہ میں آپ کے گرد گھوم رہا ہوں تو آپ سمجھ گئے کہ میں کسی ایسی شئ کی تحقیق کر رہا ہوں جس کا وصف مجھ سے بیان کیا گیا ہے تو آپ نے اپنی پشت مبارک سے چادر نیچے گرادی میں نے مہر نبوت دیکھی اور اس کو پہچان بھی لیا اور روتے ہوئے اس کو بوسہ دینے کے لئے اس پر گرا تو رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا "تحول" ہٹو تو میں ہٹ گیا۔ پھر آپ کے سامنے بیٹھا اور اے ابن عباس میں نے آپ سے اپنے واقعات اسی طرح بیان کئے جس طرح (ابھی ابھی) تم سے بیان کئے۔ تو رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے پسند فرمایا کہ یہ واقعات آپ کے اصحاب بھی سنیں۔ پھر سلمان کو ان کی غلامی نے مصروف رکھا یہاں تک کہ بدر و احد (کی جنگیں) بھی ان سے چھوٹ گئیں۔ سلمان نے کہا کہ پھر مجھ سے رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا:

"کاتب یا سلمان" اے سلمان مکاتبت کر لو (یعنی اپنے مالک کو کچھ دے کر آزادی حاصل کر لو) تو میں نے اپنے مالک سے چالیس اوقیے (سونا) اور تین سو کھجور کے درخت اس کے لئے گڑھوں میں نصب کر کے سرسبز کر دینے کے معاوضے میں آزادی لکھوالی۔ تو رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے بھائی کی امداد کرو۔ تو انہوں نے کھجور کے درختوں سے امداد کی۔ کسی شخص نے تیس کھجور کے پودوں سے کسی نے بیس سے کسی نے پندرہ سے کسی نے دس سے ہر شخص جتنے اس کے پاس تھے اس سے امداد کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے لئے تین سو کھجور کے پودے اکھٹے ہو گئے تو رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا: اِذْهَبْ يَا سَلْمَانُ فَفَقِّرْلَهَا' فَاِذَا فَرَغْتَ فَأْتِنِىْ اَكُنْ اَنَا اَضَعُهَا بِيَدِىْ ۔ "سلمان جاؤ اور ان کے لئے گڑھے کھودو اور جب (گھڑے کھودنے سے) فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آؤ کہ میں خود اپنے ہاتھوں سے انہیں نصب کروں"۔

کہا کہ پھر تو میں نے گڑھے کھودے اور میرے ساتھیوں نے بھی میری امداد کی یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو آپ کے پاس حاضر ہوا اور آپ کو اطلاع دی۔ تو رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ میرے ساتھ اس مقام کی طرف تشریف لے چلے ہم کھجور کے پودے آپ کے پاس لاتے۔ اور رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اپنے ہاتھ سے اسے نصب فرماتے جاتے تھے۔ یہان تک کہ ہم فارغ ہو گئے۔ پس اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں سلمان کی جان ہے اس میں سے ایک پودا بھی نہیں سوکھا۔ پس میں نے کھجور کے درخت تو اس کے حوالے تو کر دیئے۔ اب صرف مجھ پر مال باقی رہ گیا۔ پھر رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پاس کسی کان سے مرغی کے انڈے کے برابر سونا پیش کیا گیا تو آپ نے فرمایا: مَا فَعَلَ الْفَارِسِىُّ الْمَكَاتِبُ "فارسی مکاتب نے کیا کیا (یعنی اس نے اپنی مکاتبت کا معاوضہ ادا کر دیا یا نہیں)" کہا کہ پھر مجھے آپ کے پاس بلایا گیا آپ نے فرمایا: خُذْ هَذِهٖ فَادِّهَا مِمَّا عَلَيْكَ يَا سَلْمَانُ "اے سلمان یہ لو اور جو قرض تم پر ہے اس کے عوض میں ی دے دو" کہا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ جو قرض مجھ پر ہے اس کے لحاظ سے یہ کس شمار میں ہو گا یعنی میرا قرض تو بہت زیادہ ہے اور اسے تو اس سے کچھ نسبت (ہی) نہیں فرمایا: خُذْهَا فَاِنَّ اللهَ سَيُؤَدِّىْ بِهَا عَنْكَ "یہ لے تو لو۔ اللہ اسی کے

ذریعے تمھاری طرف سے ادا کر دے گا" تو میں نے اس کو لے لیا اور اس کو انہیں تول دیا اس ذات کی قسم جس ہاتھ میں سلمان کی جان ہے (وہ پورا) چالیس اوقیے تھا پس میں نے ان کا حق پورا پورا ادا کر دیا۔ اور سلمان آزاد ہو گیا پھر میں رسول ﷺ کے ساتھ جنگ خندق میں آزاد ہو کر حاضر ہوا اس کے بعد آپ کی ہمرکابی میں کوئی جنگ مجھ سے نہ چھوٹی۔ ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے یزید ابی حبیب نے عبد القیس میں ایک شخص سے اور اس نے سلمان سے روایت بیان کی انہوں نے کہا جب میں نے کہا کہ یا رسول ﷺ جو قرض مجھ پر ہے اس کے لحاظ سے یہ کسی شمار میں ہو گا تو رسول ﷺ نے اس کو لے لیا اور اپنی زبان پر اس کو الٹا پلٹا پھر فرمایا۔ خُذْهَا فَأَوْفِيهِمْ مِنْهَا "یہ لو اور اس سے ان کا پورا حق ادا کرو" تو میں نے اس کو لے لیا اور اس سے ان کا پورا حق ادا کر دیا جو چالیس اوقیے تھا۔ ابن اسحٰق نے کہا مجھ سے عاصم بن عمر قتادہ نے بیان کیا انہوں نے کہا مجھ سے ایسے شخص نے بیان کیا جس کو میں جھوٹا سمجھتا اس نے عمر بن عبد العزیز بن مروان سے روایت کی انہوں نے کہا کہ مجھ کو سلمان فارسی سے روایت پہنچی کہ انہوں نے جب رسول ﷺ کو اپنے حالات کی خبر سنائی تو یہ کہا کہ عموریہ والے شخص نے ان سے کہا کہ تم سرزمین شام کے فلاں مقام پر جاؤ وہاں دو جھاڑیوں کے درمیان ایک شخص ہے ہر سال اس جھاڑی سے نکلتا ہے اور گزرتا ہوا اس جھاڑی کی طرف چلا جاتا ہے۔ بیماریوں والے اس کے راستے میں آجاتے ہیں اور ہو جس کے لیے دعا کرتا ہے وہ شفا پاتا ہے۔ جس دین کی تم کو تلاش ہے اس سے پوچھو وہ تمھیں اس کے متعلق اطلاع دے گا۔ سلمان نے کہا پس میں نکلا یہاں تک میں اس جگہ آیا جس جگہ کا مجھے پتا دیا گیا تھا تو میں نے دیکھا کہ لوگ اپنے بیماروں کو لے وہاں جمع ہو گئے ہیں یہاں تک کہ وہ اس رات ایک جھاڑی سے نکل کر گزرتے ہوئے دوسری جھاڑی کی طرف چلا۔ لوگ اپنے بیماروں کو لے کر اس پر چھا گئے۔ وہ جس کے لئے دعا کرتا وہ شفا پاتا۔ لوگوں نے اس کے پاس پہنچنے میں مجھ سے سبقت کی۔ اس لئے میں اس تک نہ پہنچ سکا۔ حتیٰ کہ وہ اس جھاڑی میں چلا گیا۔ جس میں وہ جانا چاہتا تھا۔ صرف اس کا مونڈھا باہر تھا۔ کہا کہ میں نے اس کو پکڑ لیا تو اس نے کہا کہ یہ کون ہے اور میری جانب متوجہ ہوا تو میں نے کہا اللہ آپ پر رحمت کرے مجھے طریقہ حنیفیہ دین ابراھیمی سے آگاہ کیجئے۔ اس نے کہا کہ تم ایسی بات پوچھتے ہو جس کو آج کوئی نہیں پوچھتا۔ حرم والوں میں سے ایک نبی اس دین پر مبعوث ہو گا جس کا زمانہ تم سے قریب ہو گیا ہے۔ تم اس کے پاس جاؤ وہ تمھیں اس پر چلائے گا۔ کہا کہ پھر وہ شخص اندر چلا گیا کہا کہ رسول ﷺ نے یہ سن کر سلمان سے فرمایا۔ لَئِنْ كُنتَ صَدَقْتَنِيْ يَا سَلْمَانُ لَقَدْ لَقِيْتُ عِيْسىٰ ابْنَ مَرْيَمَ ۔ "اے سلمان! اگر تم نے مجھ نے عیسیٰ ابن مریم سے ملاقات کی"

ابن اسحاقؒ نے کہا کہ زیدی عروہ بن زبیر کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ جس کو انہوں نے عائشہؓ سے روایت کی ہے۔ کہ ام المؤمنین نے ان سے بیان کیا کہ جب نبی کریمؐ دیکھتا وہ صبح صادق کی طرح سچا ثابت ہو جاتا۔ خلوت اور تنہائی آپؐ کے لئے محبوب بنا دی گئی اور تنہا خوش رہتے تھے۔ اور لوگوں کے ساتھ نشست و برخاست بھی کم کر دیا۔"قال ابن اسحاق وحدثنی عاصم بن عمر بن قتادہ الانصاری عن محمود بن لُبید عن عبداللہ بن عباسؓ قال حدثنی سلمان فارسیؓ وَ أنا أسمع من فیہ قال كُنت رَجلا فان سیاً من اھل اصبھان من قریتہ يُقال لَهَا جَيّيِ وکان أبی دِھقان قریتہ و كُنْتُ أَحَبَّ خَلْقِ اللہ اِلَيْہ--------فقال رسول سلمان لأن كُنتُ صَدَقْتَنِيْ یا سلمان لَقَدْ لَقَيْتُ عیسی ابن مریم علی نبیاً علیہ السلام"[18]

یہ بخاری کی صحیح حدیث ہے۔ جو کتاب البیوع باب شراء (المملوک) میں ہے جو بخاری اور قلب السیر میں بہت تفصیل کا تذکرہ موجود ہے یہاں پشتو اور عربی مختصر لکھا ہے لیکن اس کا ترجمہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ اس حدیث میں سلمان فارسیؓ نے اپنے اسلام لانے کے واقع کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔

حدیث14: سید عالمﷺ چې پۀ وادی صحرا بہ یې دَ مکې ګذر کاوۀ جملہ کانیو بوټیو بہ ورتہ آواز کاوہ السلام علیکم یا رسول الله او څو کالہ پہ دا حال کښې دۀڅو چې جبرائیل علیہ السلام پرې راکوز شۀ۔

ترجمہ: رسول اللہ جب حاجت کے لئے نکلتے تو دور چلے جاتے۔ یہاں تک کہ بستی سے آپ دور ہو جاتے اور مکہ کی گھاٹیوں اور وادیوں کے اندر پہنچ جاتے جس پتھر اور درخت کے پاس سے آپؐ گزرتے وہ السلام علیک یارسول اللہ کہتے راوی نے کہا کہ رسول اللہ اپنے دائیں بائیں اور پیچھے توجہ فرماتے۔ درختوں اور پتھروں کے سوا اور کسی کو نہ دیکھتے اتنی مدت تک رہے جس مدت تک اللہ تعالیٰ نے چاہا۔ پھر رمضان کے مہینے میں بمقام حرا جبریل علیہ السلام آئے اور اللہ تعالیٰ کے پاس سے آپ کے اعزاز واکرام کی وہ عظمت وشان والی چیز لائے جسکو سب جانتے ہیں۔

"قال ابن اسحاق وَحَدَّثَنَیْ عبدالملک بن عُبید الله بن ابی سُفیان بن العلاء بن جاریہ الثقفی، وکان واعیۃً عن اهل العلم۔ اَنَّ رسول الله حین ارادالله بِکِرَامَتِہٖ وابتدا بالنبوة کَانَ إذا خَرَجَ لحاجتہ أَبْعَدَ حتی تُحسّر عنہ البیوتُ ویفضی إلی شِعاب یَمُرّ مکہ وبطون أوْدیتها ولا یَمُرّ رَسُول الله بحجر وَلَا شَجَرَ إِلَا قال: السلام علیک یا رسول الله: قال : فیلتفت رسول الله حولہ وعن یمینہ شمالہ وخلفہ فلا یری إِلَّاالشّجَر والحجارة فَمَکثُ رَسُول الله کَذٰلِکَ یری ویسمع ماشاء الله ان یمکث ثمہ جاءة جبریل علیہ السلام بما جاءہ من کرامہ الله وھو بحراء فی شهر رمضان" [19] یہ ترمذی کی حدیث ہے جو ابن سعد کے مطابق ضعیف ہے اور ترمذی کے مطابق غریب ہے۔ جسمیں وحی کی علامات کا تذکرہ کیا ہے کہ آپؐ مکہ کے مادی یا صحرا پر گزرتے تو حجر وشجر سے سلام کی آوازیں آتی۔

حدیث15: ابن عباسؓ وائي چې پنځہ وقتہ نمونځ فرض شۀ۔ جبرائیل علیہ السلام راکوز شۀ نماز پېښین یې دَ سرور عالمﷺ سره وکړ۔ پۀ هغہ وقت چې نمر جار وتلے وہ بیا یې نمازدیګر ورسره وکړ پۀ هغۀ وقت چې سایہ دَ هر څیز دو چند شوې وہ او نماز ښام یې ورسره وکړۀ پۀ هغہ وقت چې نمر غروب شوے وۀ او نماز حفتن یې ورسره وکړۀ پۀ هغہ وقت چې شفق لیدل نۀ شول او نمونځ یې دَ بامداد ورسره وکړۀ پۀ هغہ وقت چې سبا طلوع شوے وۀ۔ بیا یې بلہ ورځ نمازپېښین ورسره وکړه پۀ هغہ وقت چې سایہ دَ هر شی هم چند شوې وۀ نمازدیګر یې ورسره وکړه چہ سایہ دَ هر څیز دو چند شوی وه نمازښام یې ورسره رکړه پہ هغہ وقت چې نمر پریوتلے وۀ لکہ پخوا چې یېنمازښام کړے وۀ۔ بیا یې نماز خفتن ورسره وکړۀ پۀ هغہ وقت چې اسفار حاصل شوے وۀ نور جبرائیل

علیہ السلام ووې اے محمد وقت دَ نمونځونو په میان دَ دو وقتونو دے چې پرون او نن ما له تا سره وګزارل۔

ترجمہ: ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ پر نماز فرض کی گئی تو آپؐ کے پاس جبرئیل علیہ السلام آئے اور آپؐ کو ساتھ لے کر نماز ظہر پڑھی جبکہ آفتاب (سمت الراس سے) مائل ہو چکا تا۔ پھر آپؐ کو ساتھ لے کر نماز مغرب کی نماز پرھی جبکہ سورج ڈوب گیا پھر آپؐ کو ساتھ لے کر نماز عشاء پڑھی جبکہ شفق نہ رہی۔ پھر آپؐ کو لے صبح کی نماز پڑھی جبکہ فجر طلوع ہوئی۔ پھر وہ آپؐ کے پاس آئے اور آپؐ کے کو لے کر دوسرے روز نماز ظہر پڑھی۔ جبکہ آپ کا سایہ (طول میں) آپ کے مثل تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز عصر پڑھی جبکہ آپ کا سایہ (آپ کے طول) کا دوگنا تھا۔ پھر آپ کو ساتھ لے کر نماز مغرب پڑھی جب سورج ڈوب چکا تھا۔ اور گزشتہ کل ہی کا وقت تھا۔ پھر آپؐ کو ساتھ لے کر اس کے بعد والی عشاء کی نماز اس وقت پڑھی جب رات کا ابتدائی حصّہ گزر چکا تھا۔ پھر آپؐ کو ساتھ لے کر اس وقت صبح کی نماز پڑھی جب صبح خوب روشن ہو چکی تھی۔ اور سورج بھی نہیں نکلا تھا پھر کہا اے محمدؐ وقت نماز آپ کی آج کی نماز اور آپ کی کل کی نماز کے درمیان ہے۔

"ابن عباسؓ قال: لِمَا افترضت الصلاة على رسول الله اتاه جبرئيل عليہ السلام فَصَلَّى بہ النظر حين مالت الشمسُ، ثُمَّ صَلَّى بہ العشاء الأخرة حين ذهب الشفق، ثم صلَّى بہ الصبح حين طلع الفجر، ثم جاءه فصلَّى بہ الظهر من غدٍ حين كان ظلَّہ مثلہ، ثمہ صلَّى بہ العصر حين كان ظلّہ مثليہ، ثم صلَّى بہ العشاء الاخرة حين ذَهَبَ ثلثُ اليل الاوّل۔ ثم صلى بہ الصبح مُسْفراً غير مُشْرِق۔ ثم قال يا محمد ، الصلاة فيما بين صلاتک اليوم وصلاتک بالامس" [20]

مذکورہ بالا حدیث جو بخاری۔ مسلم شریف۔ ابوداود۔ سنن ترمذی۔ سنن نسائی اور ابن ماجہ کی کتابوں میں ہیں۔ جو صحیح حدیث ہے۔ جسمیں اللہ تعالیٰ آپؐ کو پانچوں نمازوں کے اوقات بتائے۔

حدیث16: : چې نمونځ فرض شه جبرائیل علیه السلام کیښناست اودس یې وکړهٔ۔ پس لهٔ هغه یې سید عالمﷺ وته ووې راشه لکه چې ما اودس وکړهٔ تهٔ هم دا هسې اودس وکړه ۔ سید عالمﷺ په سر دَ هغو اُبو ورغے لکه جبرائیل علیه السلام او دس کړے وهٔ په هسې رنګ ده هم او س وکړهٔ۔ نور جبرائیل علیه السلام دَ وړاندې ودریدهٔ نمونځ یې دَ سید عالمﷺ سره وکړه۔

ترجمہ: ابن اسحاق نے کہا کہ مجھ سے بعض اہل علم نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ پر نماز فرض ہوئی تو جبرئیل علیہ السلام آئے ویسے وقت میں آپؐ مکہ کے کے بلند حصے پر تھے۔ پھر وادی کے ایک کنارے اپنی ایڑھی سے ٹھکرایا تو وہاں ایک چشمہ نکلا۔ جبرئیل علیہ السلام نے وضو فرمایا اس حالت میں کہ رسول اللہ کو دیکھ رہے تھے تاکہ وہ آپؐ کو بتلائیں کہ نماز کیلئے طہارت کس طرح کی جائے پھر رسول اللہ نے بھی وضو فرمایا جس طرح جبرئیل علیہ السلام کو وضو کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ پھر آپؐ کو لے کر جبرئیل علیہ السلام کھڑے ہو گئے اور نماز پڑھی رسول اللہؐ نے بھی ان کے ساتھ نماز پڑھی پھر جبرئیل علیہ السلام لوٹ گئے۔

عربوں میں یہ دستور تھا۔ کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو اس کو دیہاتوں میں اس عرض سے اپنے بچوں کو بھیجتے کہ دیہات کی آب وہوا صحت کے لئے اچھا ہوتا۔ اور زبان فصیح ہو جاتی ہے اور وہاں رضاعت کا بھی انتظام کرتے اسی دستور کے موافق جب رسول اللہؐ اس دنیا میں تشریف لائے تو رضاعت کیلئے بنی سعد میں حلیمہ سعدیہؓ کے پاس بھیجا۔ اور وہاں آپؐ کے ساتھ شق صدر کا واقعہ پیش آیا۔"قال ابن اسحاق: وحَدّثني بعض أهلم العلم ـ أن الصلاة : حين افترضت على رسول الله آتاه جبرئيل وهو بأعلى مكہ، فهمز لہ بعقبہ فی ناحيہ الوادی، فانفجرت منہ عين، فتوضأ جبريل عليہ السلام ورسول الله ينظر إليہ ليُريہ كيف الطهور للصلاة ثم توضاء رسول الله كَمَا رأى جبرئيل تَوَضأ ـ ثم قام جبرئيل فصلّى بہ وصلّى رسول الله بصلاتہ، ثم انصرف جبرائيل عليہ السلام" [21]

یہ حدیث ابن ماجہ کی ہے جو قلب سیر میں ابن اسحاقؒ سے منقول ہے ابن اسحاقؒ نے اس کی سماع پر تصریح کی ہے کہ اس کی سند منقطع ہے ابن لہیعہ نے اسے مغازی میں نقل کیا ہے۔ احمد نے اپنی مسند میں ابن اسحاق کے علاوہ دوسرے واسطے نقل کیا ہے اس میں ایک راوی راشدین ہے جو کہ ضغیف ہے ابن ماجہ نے اسے الطہارہ میں روایت کیا ہے۔ محقق زوائد نے کہا ہے کہ یہ سند ابن لہیعہ کی وجہ سے ضغیف کیونکہ عبداللہ لہیعہ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کی ساری کتابیں جل گئیں اور وہ اپنے حافظے سے حدیث بیان کرتے جس کی وجہ سے یہ حدیث ضغیف ہے۔ اس حدیث میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو نماز کیلئے طہارت حاصل کرنے کا طریقہ بتایا کہ نماز کیلئے کس طرح طہارت حاصل کروگے۔

حدیث17: حلیمہؓ وائی یوه ورځ سرور عالمﷺبیرون لۀ خیمې وتلے وۀ اور مه یې دَ ورغومیو دَ خیمې دَ ورستو څرولہ دې په میان کښی ګرځیده لوبې، بازی یې کړۍ دَ بل ورور هم ورسره وۀ چې سره یې تې رودلے وۀ-----------بیا ئې زمه ګیده وګندله لاړل۔ هغه دواړه جبرائیل او میکائیلؑ وو لیکن سید عالمﷺ هغه ساعت پرې نۀ پوهیدۀ۔

ترجمہ: حلیمہؓ فرماتی ہے۔ کہ ہم نے نبی کریمؐ کو لیکر اپنی قبیلے آئے۔ خدا کی قسم آپؐ کو اپنے ساتھ لے کر آنے کے چندماہ بعد آپؐ اپنے بھائی کے ساتھ لے کر بکریوں کے بچوں میں گھر کے پیچھے کھیل رہے تھے کہ آپؐ کا بھائی ہانپتا ہوا ہمارے پاس آیا۔ اور مجھ سے اور باپ سے کہا۔ میرا قریشی بھائی کو دو شخصوں نے جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ پکڑا اور لیٹا کر اس کا سینہ چاک کر ڈالا اور مار رہے ہیں۔ یہ سنتے ہی میں اور میرا خاوند آپؐ کی طرف دوڑے تو ہم آپؐ کو اس حال میں کھڑا پایا کہ آپؐ کے چہرے کا رنگ سیاہ ہو گیا تھا۔ میں نے آپؐ کو اپنے گلے سے لگایا اور میرے خاوند بھی اور آپؐ سے کہا کہ اے میرے بیٹے تجھے کیا ہوا۔ فرمایا میرے پاس دو شخص جو سفید کپڑے پہنے تھے آئے اور مجھے اُلٹا کرے میرا پیٹ چاک کیا اور اس میں سے کوئی چیز تلاش کی جسکو میں نہیں جانتا کہ وہ کیا تھی پھر میرا سینہ بند کیا۔ پھر آپؐ کو اپنے گھر لے آئے تو میرے خاوند نے کہا کہ اے حلیمہ مجھے ڈر ہے کہ اس بچے پر کوئی اثر نہ ہو گیا ہو اس سے پہلے کہ اور کوئی حادثہ رونما ہو ہم اس کو اپنے گھر والوں کے پاس پہنچائیں پھر ہم نے نبی کریمؐ کو لے کر آپؐ کی والدہ کے پاس پہنچایا۔"حليمہ قالت: فرجعنا بہ فوالله اِنَّہ بعد مَقْدمنا بِأشهر مع اخيہ يغی بهم لنا خلف بيوتنا إذ أتانا أخوه يتشدّ، فقال لی ولأبيہ ـ ذات أخى الْقُريش قد أخذه رجلان عليهما ثياب بِيض فأصجعاه، فشقَّا بطنہ، فهما

يَسُوطانہ: قالت، فخرجت أنا و أبوه نحوه، فوجدنا قائما مُنْتَقَعًا وَجهُہ۔ قالت، فالتزمہ والتزمہ أبوه فقلنا لہ: مالِک یا بُنیْ، قال، جاءنی رجلان علیها ثیاب بیض، فأضجعانی وشقًّا بطنی ، فالتمسا فیہ شیأً لا أدری ما ھو قالت: فرجعنا بہ إلی حِبَائنا"

[22] یہ اصل میں مسلم شریف کی صحیح حدیث ہے۔ جب بچپن میں آپ کی سینہ کو کھولا گیا تھا یہ واقعہ شق صدر کے نام سے مشہور ہے حدیث اور سیرت کی کتابوں میں اس کا تذکرہ مفصل طور پر موجود ہے۔

حدیث بحیری18: محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ وائی چې کاروان دَ قریشو پہ لور دَ شام روانیدۀ ابو طالب هم عزم ورسره دَ شام وکړ چې ابو طالب پہ روانیدو شۀ. سید عالمﷺ لۀ خاطره وتې نۀ شۀ. لۀځان سرۀ یې پہ سفر دَ شام روان کړ. چې پۀ جانب دَ شام نیزدی ورسیدل یوځاې وه چې هغہ ځاې تہ یې بصره وئیل او کاروان(ئې) پہ نزدې دَ بحیرا راهب وصومعې وتہ واړول. بحیرا وۀ لہ ترسایانونۀ----------هسی وائی چې پہ هغہ سفر کښې درې تنو چې لۀ یهودو وو پیغمبرﷺ یې وپیژندۀ او قصد یې وکړ چې موژ ورتہ نقصان ورسوو. بحیرا خبرشۀ دوی یې خپل ځان وتہ وبلل. پرې نښول چې څۀ مکر یې پېدۀ وکړی.

ترجمہ: محمد بن اسحٰق نے کہا کہ اس کے بعد ابو طالب تاجرانہ حیثیت سے ایک قافلے کے ساتھ شام کی جانب چل کھڑے ہوئے۔ جب سفر کے لئے تیار ہوگئے۔ اور سامان سفر باندھا گیا۔ تو لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بھی اشتیاق ظاہر فرمایا ابو طالب کا دل بھر آیا اور کہا خدا کی قسم ضرور انہیں اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ وہ ہر گز مجھ سے جدا نہ ہونگے اور نہ میں ان سے کبھی جدا ہونگا۔ یہی یا اسی کے مثل الفاظ انہوں نے کہے۔ غرض انہوں نے آپ کو اپنے ساتھ لے لیا۔ اور جب قافلہ سرزمین شام کے مقام بصریٰ میں اترا جہاں بحیرا نامی ایک راہب اپنے کلیسا میں رہتا تھا۔ اور وہ نصرانیوں کے علم کا مرجع تھا۔ اور جب سے اس نے رہبانیت اختیار کی اسی کلیسا میں اس کی سکونت رہی اس کلیسا میں ایک کتاب تھی جس کا علم اسی راہب کو تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ کتاب کے اسلاف سے ورثے میں چلی آرہی تھی۔ جب اس سال یہ لوگ بحیرا کے پاس اترے۔ حالانکہ بارہا اس سے پہلے بھ اس کے پس ان لوگوں کا گزر ہوا۔ وہ ان سے نہ کسی قسم کا تعارف کرتا تھا نہ ان سے کوئی بات کرتا تھا۔ یہاں تک کہ یہ سال آیا۔ اور یہی لوگ اس کے کلیسا کے قریب اترے تو ان کے لئے اس نے بہت سا کھانا تیار کیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ اس دعوت کی یہ وجہ تھی کہ جب وہ اپنے کلیسا میں بیٹا ہوا تھا تو اس نے ایک چیز دیکھی ان کا خیال ہے کہ جب وہ اپنے کلیسا میں تھا اور یہ لوگ آرہے تھے تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو قافلے میں اس حال میں دیکھا کہ آپ لوگوں کے درمیان ہیں اور آپ پر ایک ابر کا ٹکڑا سایہ فگن ہے۔ راوی نے کہا کہ یہ لوگ آکر اس کے قریب ہی ایک درخت کے سایے میں اترے تو اس نے ابر کے ٹکڑے جو اس وقت دیکھا جبکہ وہ درخت پر سایہ فگن تھا۔ اور درخت کی ڈالیاں رسول اللہ ﷺ پر جھک گئی تھیں۔ کہ آپ اس کے نیچے سایہ میں تشریف فرما ہوں۔ جب بحیرا نے یہ دیکھا تو اپنے کلیسا سے اترا۔ اور کھانے کی تیاری کا حکم دے کر آیا۔ کھانا تیار ہوا۔ اراس نے ان لوگوں کے پاس آدمی کے ذریعے کہلا بھیجا۔ کہ گروہ قریش میں نے تمہارے لئے کھانا

تیار کیا ہے۔ اور میری خواہش ہے۔ کہ تم سب کے سب آو۔ خواہ تم میں کئی چھوتا ہو۔ یا بڑا غلام ہو یا بڑ آزاد۔ ان میں کے ایک شخص نے اس سے کہا۔ آج تو تمہاری حالت ہی کچھ اور ہے۔ ہم تمہارے پاس سے بار ہا گزرے ہیں۔ تم ایسا بر تاؤ تو ہمارے ساتھ کرتے نہ تھے۔ آج کونسی غیر معمولی بات ہے۔ بحیرا نے کہا تو نے سچ کہا۔ جو کچھ تو کہہ رہا ہے۔ حالت تو ویسی ہی تھی۔ لیکن تم لوگ مہمان ہو۔ میری خواہش ہے کہ تمہاری عزت کروں اور تمہارے لئے کھانا تیار کروں کہ تم سب کھاؤ۔ پھر سب کے سب اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنی کم عمری کے سبب ان لوگوں کے کجادوں کے پاس اسی درخت کے نیچے رہ گئے۔ جب بحیرا نے ان لوگوں کو دیکھا۔ اور وہ صفت' جو اس کے خیال میں تھی۔ اور جس کو جانتا تھا۔ نہ دیکھی تو کہا اے گروہ قریش تم میں سے کوئی شخص میرے پاس کے کھانے سے رہ نہ جائے۔ انہوں نے کہا اے بزرگ تیرے پاس آنے سے بجز ایک لڑکے کے کوئی ایسا شخص نہیں چھوٹا جس کو تیرے پاس آنا چاہیئے تھا۔ وہ لڑکا عمر میں سب سے چھوٹا ہے۔ اس لئے وہ ہمارے کجادوں کے پاس رہ گیا ہے اس نے کہا ایسا نہ کرو۔ اس کو بھی بلواؤ کہ وہ بھی اس کھانے میں تم سب کے ساتھ رہے۔ قریش کے ایک شخص نے انہیں کے ساتھ تھا کہا لات وعزیٰ کی قسم ہمارے لئے باعث ذلت ہے کہ ہم میں عبد اللہ بن عبد المطلب کا بیٹا کھانے سے چھوٹ رہے۔ پھر وہ آپ کے پاس گیا۔ اور آپ کو گود میں اٹھالیا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ آپ کو بٹھادیا۔ اور جب آپ کو بحیرا نے دیکھا تو نہایت ہی غور سے آپ کو دیکھنے لگا۔ اور آپ کے جسد مبارک کے ان خاص خاص حصوں کا معائنہ کرنے لگا جن کے صفات آپ کی شناخت میں اپنے پاس پاتا تھا۔ یہاں تک کہ جب وہ لوگ کھانے سے فارغ ہوئے اور ادھر اُدھر چلے گئے تو وہ اٹھ کر آپ کے پاس آیا اور کہا اے لڑکے لات وعزیٰ کی قسم دے کر میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ جو بات میں تجھ سے پوچھوں بتاتا جا اور بحیرا نے ایسا آپ سے اس لئے کہا کہ اس نے آپ کی قوم کو ان دونوں کی قسمیں کھاتے ہوئے سنا تھا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔"لَا تَسْاَلْنِیْ بِاللَّاتِ وَ الْعُزّٰی شَیْئًا فَوَاللهِ مَا اَبْغَضْتُ شَیْئًا قَطُّ بُغْضَهُمَا"۔"لات وعزیٰ کی قسم دے کر مجھ سے کوئی بات نہ پوچھ خدا کی قسم مجھے ان دونوں سے جتنا بغض ہے اور کسی چیز سے کبھی بھی نہیں رہا۔ تو بحیرا نے آپ سے کہا اللہ کی قسم کہ آپ مجھے وہ بتلایئے جو آپ سے میں پوچھتا جاؤں تو آپ نے فرمایا:سَلْنِیْ عَمَّا بَدَالَکَ۔ جو تمھیں مناسب معلوم ہو وہ مجھ سے دریافت کرو پھر وہ آپ سے آپ کے حالات آپ کی نیند آپ کی ہیئت اور آپ کے معاملات کے متعلق سوالات کرنے لگا۔ اور رسول اللہ ﷺ بھی اس کو اپنے حالات کی نسبت خبر دینے لگے۔ اور وہ تمام باتیں آپ کے ان صفات کے موافق ہوتی گئیں۔ جو اس کے پاس تھیں پھر اس نے آپ کی پشت مبارک کو دیکھا اس نے دیکھا کہ آ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت (کا نشان) اسی مقام پر موجود ہے جہاں آپ کی صفت میں اس کے پاس (مرقوم) تھا۔

ابن ہشام نے کہا کہ وہ سینگوں کے نشان کا سا تھا۔ ابن اسحٰق نے کہا جب وہ اس سے فارغ ہوا تو آپ کے چچا ابو طالب کی جانب متوجہ ہوا۔ اور ان سے کہا اس لڑکے کا تم سے کیا رشتہ ہے۔ انہوں نے اس سے کہا میرا بیٹا ہے۔ بحیرا نے ان سے کہا یہ تمھارا بیٹا نہیں۔ اس لڑکے کا باپ زندہ نہ ہونا چاہیئے۔ انہوں نے کہا میرے بھائی کا لڑکا ہے۔ اس نے پھر کہا پھر اس کے باپ نے کیا کیا۔ یعنی وہ کہاں ہے۔ انہوں نے نے کہا کہ ان کا اس وقت انتقال ہوا جب اس لڑکے کی ماں حاملہ تھیں۔ اس نے کہا تم نے اس کو دیکھ لیا۔ اور اس اس کے متعلق جو کچھ میں نے جانا انہوں نے بھی جان لیا تو ضرور اسے ضرر پہنچانا چاہیں گے۔ کیونکہ تمھارے

اس بھتیجے کی ایک بڑی شان ہونے والی ہے۔ پس اسے لئے ہوئے اس کے شہر جلد جاؤ آپ کے چچا ابو طالب جب اپنی شام کی تجارت سے فارغ ہو گئے تو وہاں سے جلد نکلے اور آپ کو لے کر مکہ چلے آئے۔ لوگوں نے اپنی روایتوں میں یہ خیال بھی ظاہر کیا ہے کہ زریر ار تمام اور دریس نے بھی جو اہل کتاب ہی میں سے تھے اسی سفر میں جس میں آپ اپنے چچا ابو طالب کے ساتھ تھے انہیں نظروں سے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا جس نظر سے بحیرا نے دیکھا تھا۔ اور انہوں نے آپ کو ضرور پہنچانا بھی چاہا لیکن بحیرا نے ان کو آپ سے باز رکھا اور انہیں اللہ کی یاد دلائی اور انہیں وہ سب باتیں یاد دلائیں جن کو وہ اپنی کتاب میں آپ کے اوصاف اور تذکرہ میں پاتے ہیں۔ اور یہ بات بھی جتائی کہ اگر وہ سب کے سب اس ارادے پر جو وہ آپ کے ساتھ کرنا چاہتے ہیں متفق بھی ہو گئے تو وہ آپ تک بے روک نہ پہنچ سکیں گے۔ اور اس نے انہیں نہ چھوڑا حتیٰ کہ وہ اس بات کو سمجھ گئے جو وہ ان سے کہہ رہا تھا۔ آخر اس نے جو کچھ کہا اس کی انہوں نے بھی تصدیق کی اور انہوں نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور آپ کے پاس سے لوٹ گئے۔"قَالَ ابن اسحاق: ثم إنَّ أبا طالب، خَرَجَ فی رَكْبٍ تاجراً إلى الشام فَلَمَّا تهّيأ للرحيل وَأجمع الميسر صبّ به رسول الله فيما يزعمون فرقّ له ابو طالب: وقال: والله لأخرجن به معی، وَلَا يفارقنی۔ثُمَّ نظر إلى ظهره فی آی خاتم النبوة بين كَتِفَئه على موضعه من صفته التی عنده.[23] یہ اصل میں ترمذی کی حدیث ہے جو ترمذی کے نزدیک حسن غریب ہے البتہ حاکم کے مطابق یہ حدیث صحیح ہے۔ جب حضورؐ اپنے چچا کے ساتھ سفر شام میں بحیرہ راہب کے ساتھ جو ملاقات ہوا تھا اس کا تذکرہ کیا ہے۔

حدیث19: محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ وائی خدیجیؓ دَ نکاح پیغام سید عالمﷺ تا واستوۂ سید عالمﷺ پاخبېدۂ دَ احوال یې خپلو ترونو عباسؓ او حمزهؓ وغیره هم وتہ یې ووې۔ دوبېدیر خوش شول پۂ دا کار دَ پیغمرﷺ ۔ نور حمزهؓ دَ پیغمبرﷺ سره دَ خدیجېؓ پلار خویلد بن اسد وتہ ورغلل خدیجہؓ دَ دۂ دپاره وغښتہ او نکاح یې وکړه۔

ترجمہ: مذکورہ بالا پیام جب حضرت خدیجہؓ نے رسول اللہ کے پاس بھیجا تو آپؐ نے اپنے چچاؤں سے اس کا ذکر کیا اور آپ کے ساتھ کے چچا حمزہ بن عبد المطلب نکلے اور خویلد بن اسد کے پاس جا کر خدیجہؓ سے آپ کی نسبت قرار دی اور ان سے آپ کا عقد ہو گیا۔"قَالَ ذٰلِکَ رَسُول الله ذَكَرَ ذَالِکَ لأعمامه، فَخَرَجَ مَعَہ عمُّہ حمزه بن عبدالمطلب حَتَّى دَخَلَ عَلَى خويلد بن اسد فَخَطبها إِلَيْه فَتَزَوّجْهَا.[24] یہ روایت اصل میں بخاری کی صحیح حدیث ہے جو باب تزویج نبیؐ نے خدیجہؓ میں ہیں۔ جب حضورؐ کے خدیجہؓ کے ساتھ شادی کی اس کا تذکرہ کیا ہے۔

References

1 Bilawi: Abu Al-Fadl - Abdul Hafeez - Maulana Misbah Al-Lakhtam, written by Quddosiah, Lahore Julai 1999, p. 193.

2 Ibrahim Mustafa - Ahmad Hassan Al-Zayat - Abdul Qadir - Muhammad Ali Al-Najjar Al-Mujam Al-Wasit (Arabic to Urdu) Translator - Ibn Masro Muhammad, 2006, pp123-165.

[3]Mal, Muhammad Ashraf - Zakar - Idioms (literary - executive - corrective - linguistic) Beck Zaim Karachi 2017, p. 125.

[4] Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari vol. 1, p. 143.

[5] Hamad bin Ismail - Sahih Bukhari, vol. 3, pg. 1389.

[6] Muslim bin Hajjaj - Sahih Muslim, chapter on the virtues of Khadija, volume 2, p. 370, Wahd al-Zaman.

[7] Abu Issa Muhammad bin Issa - Sunan Tirmidhi, vol. 5, pg. 702, printed by Abd al-Rahman Muhammad Othman, Dar al-Fikr, Beirut.

[8] Abu Issa Muhammad bin Issa - Sunan Tirmidhi, chapter on the virtues of Khadija, vol. 5, p. 366, printed by Abd al-Rahman Muhammad Othman, Dar al-Fikr, Beirut.

[9] Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari - Part 7, p. 22, Chapter: The virtues of Abu Bakr

[1010] Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari, Chapter of the Beginning of Revelation - Part 1, p. 3-4

[1111] Muslim bin Hajjaj - Sahih Muslim - Chapter The Beginning of Revelation - Part 1, p. 78 Wahd al-Zaman

[12] Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari, How did you impose the prayer - vol. 1, p. 343

[1313] Abu Issa Muhammad bin Issa - Sunan al-Tirmidhi, chapter on Manaqib Zaid, vol. 5, p. 1341, printed by Abd al-Rahman Muhammad Othman, Dar al-Fikr, Beirut.

[1414]Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari in the Book of Rent, Chapter on Sheep Shepherding - Volume 4, p. 441

[15] Tirmidhi in the book of interpretation, chapter and from the surah Read in the name of your Lord - Part 5, p. 114 Reprinted by Abd al-Rahman Muhammad Othman, Dar al-Fikr, Beirut Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari, vol. 7, p. 22

[16] Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari - vol. 3, p. 265

Muslim bin Hajjaj - Sahih Muslim - Volume 4, pg. 2152, Wahd al-Zaman, Mutababah Ayyubid, two merchants Karachi 1927A Sunan Tirmidhi in the book

of interpretation, Bab Surat Bani Israel - Volume 4, pg. 366, printed by Abd al-Rahman Muhammad Othman, Dar al-Fikr, Beirut.

[17] Muslim bin Hajjaj - Sahih Muslim - Chapter Tahrim - Volume 22, pp. 292-293, Wahd al-Zaman, the Book of Ayyubid, two merchants, Karachi 1927A

[18] Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari in the Book of Virtues of his Companions, Bab Islam Omar ؓ - Volume 3 p. 1404.

[19] Muhammad bin Ismail - Sahih Bukhari in the Book of Sales, Chapter on Purchase (Al-Muluk) - Volume 4, pg. 410.

[20] Muhammad bin Issa - Sunan Tirmidhi in Kitab Al-Manaqib, vol. 5, pg. 593

Muslim bin Hajjaj - Sahih Muslim in the Book of Prayers Al-Musafereen - Volume 1, p. 277, Wahd al-Zaman.

[2121] Muslim bin Hajjaj - Sahih Muslim - Chapter Five Prayer Times, Vol. 1, p. 775, Wahd al-Zaman

Muhammad bin Ismail Sahih Bukhari in the book The Prayer Times, Chapter One, Part 1, p. 195

Suleiman bin Ishaat - Abu Dawud, vol. 1, p. 107, No. 313, Al-Muktabah Al-Rahmiah, Deoband 1275 A.H.

[22] Muhammad bin Yazid Abu Abdullah Ibn Majah, Volume 1, p. 151 Print 1420 A.H., Dar as-Salaam, Riyadh, Saudi Arabia.

[23] Muslim bin Hajjaj, Sahih Muslim, Volume 1, Pg. 147, No. 261, Wahid al-Zaman.

[24] Abu Issa Muhammad bin Issa, Sunan Tirmidhi, vol. 5, pp. 250-251, printed by Abd al-Rahman Muhammad Othman, Dar al-Fikr, Beirut.